WWW.PAKSOCIETY.COM

فرحین اظفر

دے گئی وفا

سوہا اور رمایا دونوں بہنیں اپنی ماں کے ساتھ گھر کی اوپری منزل میں رہائش پذیر ہیں۔ ان کے والد کی وفات ان کے بچپن میں ہی ہو گئی تھی۔

گھر کی نچلی منزل میں ان کے تایا اور تائی اپنی دو بیٹیوں عفت اور نائلہ کے ساتھ رہتے ہیں۔ تایا اکثر بیمار رہتے ہیں۔

حدید' انس' عفت اور نائلہ کے خالہ زاد ہیں۔ نائلہ' انس میں دلچسپی رکھتی ہے۔ مگر انس' سوہا سے شادی کرنا چاہتا ہے اور اپنی پسندیدگی کا اظہار اپنی خالہ اور سوہا کی تائی کے سامنے کر دیتا ہے۔ خالہ کو بے پناہ دکھ کا احساس ہوتا ہے' مگر بظاہر راضی خوشی اس کا رشتہ لے کر اپنی دیورانی کے پاس جاتی ہیں۔ سوہا کی والدہ یہ رشتہ خوشی خوشی قبول کر لیتی ہیں۔

نائلہ باقاعدگی سے اپنے والد کو اسپتال لے کر جاتی ہے۔ وہاں اسپتال کے کلرک شبیر حسین عرف شبو سے روابط بڑھ جاتے ہیں کہ اچھے برے کی تمیز کو بھول جاتی ہے۔

سوہا اور انس کی شادی کی تقریبات بہت اچھے طریقے سے انجام پاتی ہیں اور سوہا رخصت ہو کر انس کے گھر آجاتی ہے۔

حدید کسی کو ڈراپ کرنے جاتا ہے اور اس کا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے۔

سوہا کے اکیلے پن کی وجہ سے عفت اس کے پاس رک جاتی ہے۔ گھر کے کاموں کے علاوہ حدید کا بھی خیال رکھتی ہے۔

حدید' عفت کے دل میں اپنے لیے پسندیدگی کو جان لیتا ہے اور سوچ لیتا ہے کہ اس بار خالہ کو مایوس نہیں کرے گا۔

نائلہ' شبیر حسین سے ملنا نہیں چھوڑتی اور آخر کار اپنی عزت گنوا بیٹھتی ہے' جس کا اندازہ اس کی ماں کو بھی ہو جاتا ہے اور وہ اپنی عزت بچانے کے لیے حدید کے ساتھ نائلہ کی شادی کا فیصلہ کر لیتی ہیں اور اس بات کا اظہار انس اور سوہا سے بھی کر دیتی ہیں۔

ساتویں قسط

(اب آگے پڑھیے)

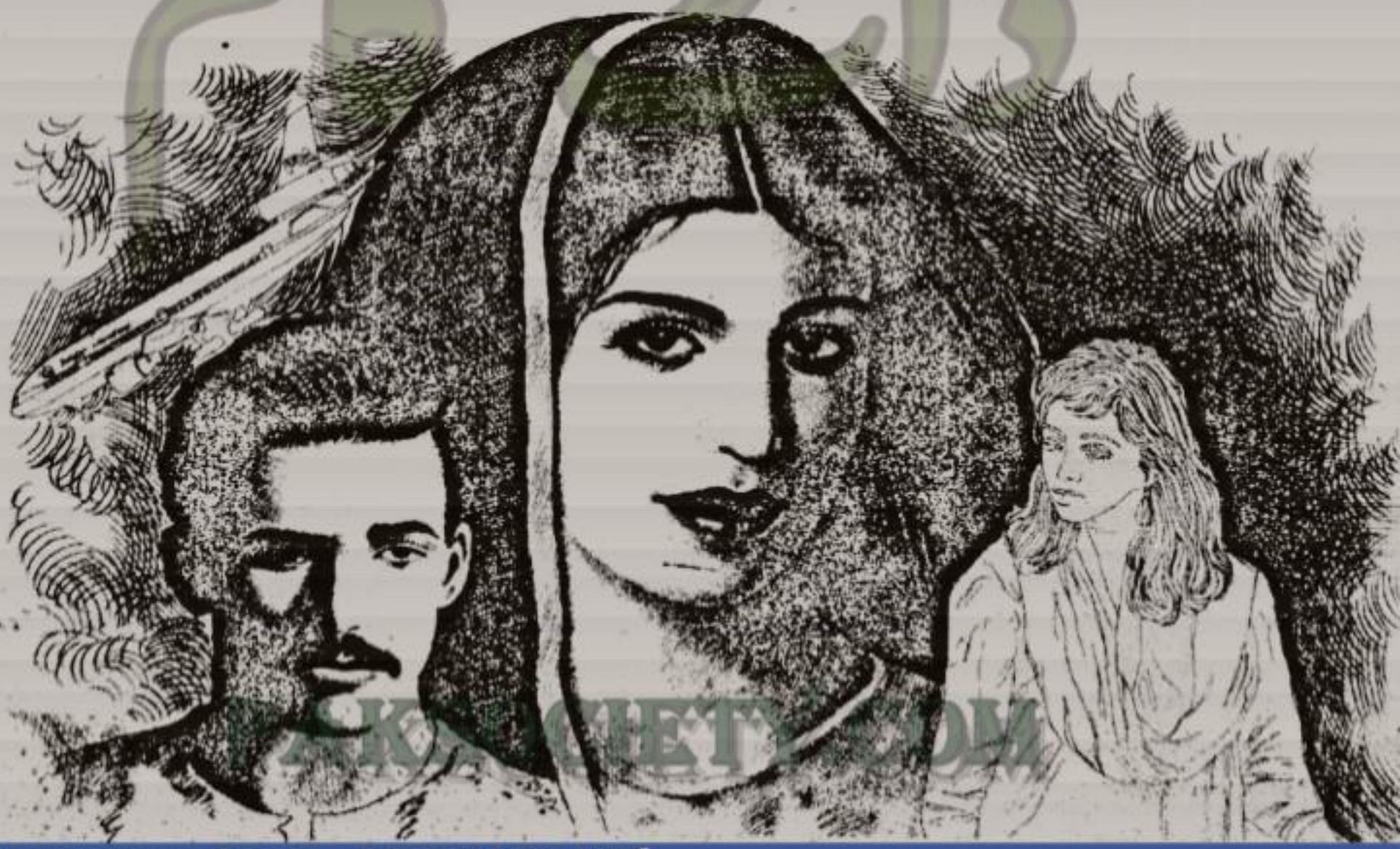

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

وہ کمرے میں ڈریسنگ کے آگے کھڑا اپنی کلائی پر بندھی گھڑی کھول رہا تھا۔ جب سوہا کی دلدوز چیخوں سے پورا گھر گونج اٹھا۔ گھڑی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔ وہ بری طرح گھبرا کے باہر بھاگا۔

باہر کا منظر اس کے ہوش اڑانے کے لیے کافی تھا۔

سیڑھیوں کے اختتام پر سوہا بے ہوش پڑی تھی جبکہ نائلہ بری طرح روتے ہوئے اس پر جھکی ہوئی تھی۔ حدید کو پاس آتے دیکھ کر اس نے حدید کو بتانے کی کوشش کی کہ یہ سب ہوا کیسے، مگر حدید کے اپنے حواس مفلوج ہوئے جا رہے تھے۔

وہ بے تحاشا کپکپاتے ہاتھوں سے ایمبولینس کا نمبر ملا رہا تھا۔ ذرا دیر بعد ایمبولینس کا کان پھاڑ دینے والا سائرن گلی میں گونجتا ہوا دور ہوتا چلا گیا۔

سفید دیواروں اور سفید فرش سے پھوٹتی ٹھنڈک پر موت کی سی خاموشی طاری تھی۔ بے آواز ہلتے لبوں پر قرآنی آیات کا ورد جاری تھا۔ خوفزدہ آنکھوں سے سہمے ہوئے آنسو کپکپا کر ابھرتے اور لڑھک کر اپنی قدر و قیمت کھو دیتے۔ ہر دل فریادی تھا۔ ہر آنکھ پرنم۔

حدید کو جب بھی سوہا کی چیخیں یاد آئیں۔ سر سے پیر تک جسم کے رونگٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے۔ نائلہ کو رہ رہ کر سوہا کا خاموش زرد چہرہ یاد آتا۔ ندامت کی ایک لہر اس کے اندر سر اٹھاتی، لیکن بہت دیر تک اپنا تاثر جما نہیں پاتی تھی۔ وہ سب سوچیں جھٹک کر چچی جان اور ماہا کو سنبھالنے لگی۔

وہیں ایک طرف عفت بڑی خاموشی سے دل ہی دل میں سوہا کی زندگی کی سلامتی مانگنے میں مصروف تھی۔ لب بے آواز جنبش کر رہے تھے۔ آنسوؤں کی جھڑی میں روانی اور کپکپاتے ہاتھوں میں گھومتی تسبیح۔ کسی بہت اپنے، بہت پیارے کی جان مشکل میں پڑ جانے کی گواہ تھی۔ آپریشن تھیٹر کے اوپر لگی سرخ بتی کافی دیر سے روشن تھی اور جب تک یہ بتی جلتی تھی ایک ایک لمحہ گویا پل صراط پر سے گزر رہا تھا۔

انس دونوں ہاتھوں میں سر گرائے بیٹھا تھا۔ سوہا کا چہرہ، اس کی چمکتی نگاہیں اور مسکراتے لب دل و دماغ میں روشن تھے اور امید کے دیے کی لو لڑکھڑا رہی تھی۔

ڈاکٹرز نے اتنی ایمرجنسی میں ایسا بگڑا ہوا کیس لینے سے پہلے ہی زچہ اور بچہ کی زندگی کی طرف سے کوئی امید افزا بات کرنے سے معذرت کر لی تھی اور یہی چیز تھی جس نے سب کی جان ہتھیلیوں پر نکال رکھی تھی۔ کتنے کٹھن جان کنی کے لمحات گزرے، جب آپریشن تھیٹر کے باہر ڈاکٹر کی صورت دکھائی دی۔

"ماں خیریت سے ہے۔ مگر ہمیں افسوس ہے کہ ہم بچے کی جان نہیں بچا سکے۔" وہ اور کیا کیا تفصیلات بتا رہی تھی۔

انس کی آنکھوں کے سامنے سارا منظر دھندلا گیا۔ ایک ننھی معصوم جان اس وقت بڑی سی چادر میں لپٹی اس کے بازوؤں میں سکون سے سو رہی تھی۔ اس کی سماعتیں کچھ سننے کے قابل نہیں رہی تھیں اور نگاہوں میں سوہا کے معصوم چہرہ گھوم رہا تھا۔ شاید اس لیے بھی کہ دنیا میں آنکھ کھولنے سے پہلے ہی دنیا سے موڑ لینے والا معصوم ننھا پاکیزہ وجود اپنی ماں کے سارے نین نقش چرا لایا تھا۔

ہو بہو وہی شکل، وہی لب، رخسار، پیشانی اور آنکھیں؟ کھلنے سے پہلے ہی ہمیشہ کے لیے بند ہو چکی تھیں۔ اس نے اپنی آنکھوں سے آنسو باہر نکلتے دیکھے۔ پھر اپنے کپکپاتے لب اس کی ٹھنڈی ننھی منی پیشانی پر رکھ دیے۔

☆ ☆ ☆

وہ جب سے ہوش میں آئی تھی ایک لمحے کے لیے بھی اس کے آنسو تھمے نہیں تھے۔ کمرے میں سب ہی موجود

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھے۔ عفت بہت دیر تک اسے گلے سے لگا کر تھپکتی رہی۔

یہ سچ تھا کہ اس کی ممتا کو کسی صورت چین نہیں مل رہا تھا۔ اپنے جس بچے کے خواب اس نے اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے دیکھے تھے۔ خیالوں میں اس سے باتیں کی تھیں۔ اس کی پہننے کی، برتنے کی ڈھیروں چیزیں، کپڑے رومال، پاؤڈر، شیمپو، کھلونے، کیری کاٹ کتنے ارمانوں اور شوق سے خریدی تھیں۔ وہ سب چیزیں اب مل کر اس کا دل چیر رہی تھیں۔ اس کا کلیجہ منہ کو آرہا تھا۔ آنکھیں جل رہی تھیں اور آنسو اپنے بس میں نہیں تھے۔ پھر بھی سب اس کی صحت اور جان کی سلامتی کے لیے خدا کے شکر گزار تھے۔

یہی کیا کم تھا کہ اتنے بڑے حادثے سے زندہ سلامت بچ گئی تھی وہ۔ ورنہ ڈاکٹرز نے تو جواب دے دیا تھا کہ اس کی اپنی جان کی بھی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔ سب اسے سمجھا سمجھا کر تھک چکے تھے۔ اور وہ امی کے سینے سے لگی بلک رہی تھی۔

انس اور خاندان کے دوسرے مرد حدید کے ساتھ بچے کی تدفین کے لیے جاچکے تھے۔ خاندان میں جس کو پتا چل رہا تھا وہ عیادت و تعزیت کے لیے پہنچ رہا تھا۔

"بس کرو سوہا کیوں اس قدر رو رہی ہو۔ جانے والے واپس تو نہیں آسکتے نا۔"

ماہا دکھے دل سے مستقل اس کی دل جوئی میں لگی تھی۔ کافی دیر بعد جب انس نے کمرے میں قدم رکھا تو وہ ان دونوں کو تنہا چھوڑ کر باہر نکل گئی۔

سوہا کا نڈھال کمزور وجود اس کے دل میں سوئی چبھو گیا۔ اسے یک دم ہی سوہا کے نقصان کا اندازہ ہوا۔ وہ دھیرے سے اس کے قریب پہنچا۔ بائیں ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھاما اور دایاں ہاتھ اس کے سر پر رکھ دیا۔

دبی دبی سسکیاں حلق سے آزاد ہونے کے لیے اسی لمس کی منتظر تھیں، متلاشی تھیں۔ وہ اس کے سینے میں سر چھپائے پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

انس کی آنکھوں سے دو قطرے نکل کر بالوں میں جذب ہو گئے۔

☼ ☼ ☼

"میرا خیال ہے مجھے اب گھر جانا چاہیے۔" سب سے پہلے نائلہ نے جانے کی بات کی تھی۔

"ہوں۔" وہ کسی گہرے دھیان سے چونکا۔ "پتا نہیں تمہیں آنا بھی چاہیے تھا یا نہیں۔"

وہ بہت دھیمی آواز میں بڑبڑایا تھا۔ نائلہ نے چونک کر اسے گھورا، مگر حدید اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

"چلو۔ گھر چھوڑ آؤں۔" وہ پژمردہ سا اٹھ کھڑا ہوا۔

حادثہ بڑا ہو یا چھوٹا۔ ایک ہی خاندان کے تمام افراد بالواسطہ یا بلاواسطہ، کم یا زیادہ اس سے متاثر ضرور ہوتے ہیں اور یہ حادثہ بلاشبہ چھوٹے کے حاشیے میں نہیں آسکتا تھا۔

انس کے بچے کی جان چلی گئی تھی۔ وہ باپ بننے سے پہلے ہی اس خوشی سے اتنی بڑی نعمت سے محروم ہو گیا تھا اور بیوی کی جان جاتے جاتے بچی تھی۔

"کسی کے وہم و گمان میں نہ تھا کہ یوں ہو جائے گا۔" اس نے دل ہی دل میں افسردگی سے سوچا۔

نائلہ ان بیویوں میں سے نہیں تھی جن سے ہر بڑی چھوٹی بات اور اچھی بری سوچ بانٹ لیتا ان کے مردوں کا تفاخر ہوتا ہے۔

وہ یوں بھی اپنے دھیان میں گم تھی۔ اس نے اپنی پلاننگ کو بڑی عمدگی، صفائی اور کامیابی سے عملی جامہ پہنایا تھا۔ کسی کو بھنک بھی نہ پڑی تھی اور سوہا اتنی بڑی خوشی سے ہاتھ دھو بیٹھی تھی۔ کسی اور کو تو کیا خود سوہا کو خبر نہیں

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھی کہ اس نقصان کی ذمہ دار سراسر نائلہ ہے۔
یونہی سوچوں میں گم حدید کے پیچھے پیچھے قدم رکھتی وہ بیرونی دروازے سے تھوڑا ہی دور تھی جب ایک جانی پہچانی آواز پر ٹھٹک گئی۔ بیرونی دروازے کے پاس ہی وہ رخ موڑے کھڑا کسی نرس سے راز و نیاز میں مگن تھا۔
"شبیر حسین؟"
ایک لمحے کے لیے نائلہ کو اپنی آنکھوں تلے اندھیرا چھاتا ہوا محسوس ہوا۔ اس نے وہیں رک کر دو تین بار سر جھٹکا پھر، نظر جھکا کر اور چہرہ حتی الامکان چھپا کر آگے بڑھی۔ حدید آگے نکل چکا تھا۔ اس کے قدموں نے بھی رفتار پکڑ لی۔ اس بات سے بے خبر کہ چند پل کا ٹھہرنا اس کے لیے کیا عذاب کھڑا کرنے والا ہے۔
نرس کو چلتا کر کے وہ بڑے خراماں خراماں انداز میں اس کے پیچھے ہو لیا تھا۔ پان سے رنگے سرخ ہونٹوں پر مسکراہٹ اور نگاہوں کی ہوس بھری چبھن کسی پرانی شناسائی کی گواہی دے رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

وہ کتنی دیر اپنے جیون ساتھی کے سینے سے لگی روتی رہی تھی، مگر بے قراری کو قرار نصیب نہ تھا انس دیر تک اس کا سر تھپکتا رہا۔ اس کے آنسو پونچھتا رہا اور وہ روتے ہوئے سوچے گئی۔
"یہی تسلیاں اور دلاسے آج سے پہلے میرے دامن میں ڈال دیتے تو آج شاید یہ نوبت نہ آتی۔" سوجی ہوئی آنکھوں میں سرخی نمایاں تھی۔
انس دکھے دل سے اسے دیکھے گیا۔ وہ بنا کچھ کہے ناخن کھرچتی رہی۔ کہنے کو کیا بچا تھا اب۔ اور پہلے کونسا انہوں نے آنے والے وقت کے لیے پلاننگ کی تھی۔ وہ تو پچھلے کئی دنوں بلکہ ہفتوں سے انس کی بے اعتنائی کا شکار تھی۔ تو کیا یہ ناراضی اتنے بڑے نقصان کا ازالہ کر سکتی تھی۔
"نہیں نہیں۔" اس کا دل تکرار کرتا رہا۔
"تم۔ ڈس چارج ہو کے کہاں جاؤ گی۔" کچھ دیر بعد انس نے کھنکار کر اپنا گلا صاف کیا۔
"امی کے یہاں جاؤں گی ظاہر ہے۔" وہ ترنت بگڑے تیوروں سے بولی۔
"گھر چلی چلو۔" اس کے برعکس انس کا لہجہ نرم تھا۔
"کیوں! مجھے نائلہ سے اپنی خدمت کروا کر اس کا احسان اپنے سر لینے کا کوئی شوق نہیں۔" انس چند لمحوں کے لیے بالکل چپ رہ گیا۔
"اس نے کب احسان جتایا ہے تم پر۔ یا اگر میں لاعلم ہوں تو بتا دو۔" احساس بے بسی سے اس کی آنکھیں بھر آئیں۔
"آج بھی اسی کا تذکرہ اسی کی حمایت۔"
"اس نے نہیں جتایا تو کیا ہوا۔ وہ کہے یا آپ بات تو ایک ہی ہے۔" وہ تنفر سے بول اٹھی۔
"خود پر گزری زیادتی اور بے پایاں نقصان کے احساس نے اس کے دل و دماغ میں زہر بھر دیا تھا۔ جس کی تلخی اس کی زبان میں آگئی تھی۔ وہ چاہتی بھی تو انس کو دل سے معاف کرنے کے لیے خود کو تیار نہیں پاتی تھی۔ لیکن اس سارے حادثے کا ذمہ دار بلکہ، کم و کاست انس کو ٹھہرانے کے لیے دل و جان سے تیار تھی۔
میاں بیوی ایک دوسرے کا ایسا لباس ہوتے ہیں جو، ہزار ہا رنگوں سے سجا ہوتا ہے۔ لیکن یہ سارے رنگ ایک دوسرے کے وجود کے ہوتے ہیں۔ اتنے رنگوں کے درمیان کسی تیسرے کے نام کا ایک معمولی سا ٹانکا بھی برداشت نہیں ہوتا۔ اس پیرہن میں اگر برائے نام کا پیوند لگ جائے تو، زندگی کی تمام تر زیبوں حالی بہ زبان خود دنیا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کے سامنے آشکار ہو جاتی ہے۔ مگر یہاں قصہ جدا تھا۔
سوہا کے لباس میں نائلہ کے نام کا پیوند نہیں تھا۔ باقاعدہ گل کاری کی جا رہی تھی۔ اور انس کو اس کا کوئی احساس نہ تھا۔

☼ ☼ ☼

اسے اپارٹمنٹ میں داخل ہوئے ابھی پانچ منٹ ہی گزرے تھے۔
صوفے پر بیٹھے ٹھنڈے پانی کو گھونٹ گھونٹ حلق سے اتارتے ہوئے اس نے 'اندھیرے گھر کی ویرانی پوری شدت سے محسوس کی۔ اور احساس ہوا کہ پانچ منٹ نہیں وہ پورے پانچ گھنٹے سے یہاں بیٹھا ہے۔ ایسے ہی تنہا' اداس اور اکیلا۔ دل پر چھایا بوجھل پن کئی گناہ بڑھتا ہوا محسوس ہونے لگا۔
گلاس کو بائیں جانب صوفے پر لڑھکا کر اس نے بیلٹ کھولی۔ شرٹ باہر نکالی۔ اور ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کر کے خود بھی ڈھیلے ڈھالے انداز میں بیک سے ٹیک لگالی۔ موبائل کی بے جان اسکرین اس کی نظروں کے سامنے بجھی پڑی تھی۔
چند دن پہلے تک یہ موبائل ماہا کے میسجز اور کالز سے سارا وقت گنگناتا رہتا تھا۔ ہر تھوڑی دیر بعد موبائل کی بیپ سے اس کے لبوں پر مسکراہٹ چمکتی اور اب۔ ان باکس میں میسج تھے تو بزنس کے متعلق اور وہ بھی چند ایک۔ اور کاروباری لوگوں اور جان پہچان کے لوگوں کی لمبی لمبی کالز تھیں۔ پورے کال لاگ میں کہیں ماہا کی کال نہیں تھی۔ اس کا نمبر نہیں تھا۔ ان باکس میں کہیں اس کی کھٹی میٹھی شرارت نہیں تھی۔ اس نے گہری سانس بھر کے بے ارادہ ہی ماہا کا نمبر ڈائل کر دیا۔
سوہا پر گزرنے والے حادثے کا علم اسے ہو چکا تھا۔ اس نے اپنی ساس سے فون پر افسوس کا اظہار بھی کیا تھا۔ مگر اس کے بعد نہ ماہا نے فون کیا تھا نہ کوئی بات کی تھی۔
ماہا کو تو پتا نہیں مگر یہ وقت خود اس نے بہت ضبط سے گزارا تھا۔ ماہا ان چند دنوں میں اس کے دل کی مکین بن چکی تھی۔ وہ اس کے بغیر جینے کا تصور دل سے نکال چکا تھا۔ پھر اب؟ اب کیسے رہ سکتا تھا۔
خاموش اپارٹمنٹ میں دوسری جانب جاتی ہوئی رنگ ٹون کی آواز پر تیز ہوتی دھڑکنیں وہ خود با آسانی سن رہا تھا' لیکن۔ ٹوں ٹوں ٹوں کی آواز آئی اور۔ رابطہ منقطع ہو گیا۔ اس نے مایوسی سے سیل کو دیکھا۔ پھر چونک گیا۔ ڈور بیل کی آواز بہت زور سے گونجی تھی۔
"اس وقت کون آ گیا۔" وہ پژمردگی سے چلتا ہوا دروازے تک پہنچا۔ آنے والا بہت جلدی میں تھا۔ اتنی دیر میں تین بار بیل ہو چکی تھی۔ اس نے جلدی سے دروازہ کھولا۔ مگر سامنے کھڑی شخصیت پر نظر پڑتے ہی اس پر حیرتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔
"تم۔۔۔؟ یہاں۔۔۔" بدقت تمام اس نے خود کو بولنے کے قابل کیا تھا۔
اگلے ہی لمحے سامنے کھڑی عورت پھوٹ کر روتی ہوئی اس کے سینے سے لگ چکی تھی۔

★ ★ ★

عفت اور ماہا' سوہا کے سامنے سر جھکائے بیٹھی تھیں۔ وہ ذرا دیر پہلے ہی ہاسپٹل سے گھر آئی تھی۔ امی' تائی امی کے پاس نیچے ہی رک گئی تھیں۔
"ابھی میں تمہارے لیے یخنی بنا دیتی ہوں۔ رات میں پھر بغیر مرچ کا سالن بنا دوں گی۔" عفت چند لمحے کی بے معنی خاموشی کے بعد یہی کہہ سکی۔
ماہا ہنوز سر جھکائے سوچوں میں گم تھی۔ اور سوہا بچے کے لیے خریدے گئے ایک ننھے سے بنیان کو ہاتھ سے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سہلا رہی تھی۔ انس اس کے ساتھ اندر آنے کے بجائے دروازے سے ہی اسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ یہ بات اس کے موڈ کی خرابی کی طرف معمولی سا اشارہ تھی۔ کوئی اور وقت ہوتا تو سوہا سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہی ہوتی۔ مگر اس وقت وہ اپنی ماں اور بہن کے ساتھ شوہر کی غیر موجودگی میں کافی سکون محسوس کر رہی تھی۔ وہ دل ہی دل میں عہد کر رہی تھی کہ وہ انس کی مطلق پروا نہیں کرے گی۔ اور اسے بالکل ایسے ہی نظر انداز کرے گی جیسے اس نے سوہا کو کیا تھا۔

"حسیب بھائی کا کوئی فون آیا تھا۔"

"پتا نہیں۔" کمرے کی خاموشی میں ماہا کی آواز بے تاثر تھی۔

"کیا مطلب۔"

"میں فون دیکھتی ہی نہیں۔" وہ سر جھکا کر ہی بیٹھی رہی۔

سوہا سے مزید کوئی سوال نہیں کیا گیا۔ اس کے دل میں دونوں بہنوں کے نصیب پر تاسف کی لہر سی اٹھی۔ ایک بے وفا نہیں تھا تو کردار پر داغ لیے بیٹھا تھا۔ ایک باکردار تھا تو کس قدر سنگدل اور کٹھور بن گیا تھا۔ اس نے اندازہ لگانے کی کوشش کی کہ ماہا اور اس کی زندگی میں سے زیادہ ٹریجک زندگی کس کی ہے۔ پھر چند لمحوں بعد ہی اسے اپنا وجود ہی مظلوم اور قابل رحم لگنے لگا۔

اس نے ابھی ابھی اپنی جان پر کھیل کر بھی اولاد کو کھو دیا تھا اور ماہا۔ شکر تھا کہ اس کے ساتھ ایسا کوئی حادثہ نہیں ہوا تھا۔ وہ اگر چاہتی تو ابھی بھی حسیب کے ماضی کو بھلا کر ایک خوشگوار زندگی کا آغاز کر سکتی تھی۔ پھر وہ کیوں یہ تنہائی کا عذاب بھوگ رہی تھی۔

"کیا میں اسے سمجھاؤں کہ جو ہو گیا اسے بھول کر نئے سرے سے۔۔۔" اور اگر بدلے میں اس نے یہی بات مجھ سے کر دی تو۔۔۔"

وہ ماہا کے سپاٹ چہرے کو دیکھتی سوچتی رہی۔

☆ ☆ ☆

وہ بے حد الجھن اور تشویش بھری نظروں سے سامنے بیٹھے وجود کو سسکتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اس کے جسم پر پڑے متعدد نشان گواہ تھے کہ اسے کسی نے بری طرح زدوکوب کیا ہے۔

اس کے دیے گئے پانی کے گلاس کو غٹاغٹ چڑھانے کے بعد وہ پھر سے رونا شروع کر چکی تھی۔ وہ چند لمحے تذبذب کے عالم میں سوچتا رہا۔ کہ کوئی بات کرے۔ کچھ پوچھے یا اس کے سنبھلنے کا انتظار کرے۔

پندرہواں منٹ شروع ہوتے ہوئے اس کے اعصاب جواب دے گئے۔

"اب کچھ بتانا پسند کرو گی یا صرف رونے کا پروگرام لے کر آئی ہو۔"

دل میں اٹھتے تشویش بھرے جذبے کے برعکس اس کا لہجہ بہت تلخ اور طنزیہ تھا۔ جواباً اس نے بمشکل تمام ضبط کر کے آنسو پونچھے۔

"میں۔۔۔ حسیب میں۔۔۔" اس نے پھر آنسو پونچھے۔

"میں تم سے معافی مانگنا چاہتی ہوں۔ پلیز مجھے معاف کر دو۔" اس نے حسیب کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑ دیئے۔ مگر دوسری طرف کوئی ری ایکشن نہیں تھا۔

☆ ☆ ☆

نائلہ کا رویہ حسب معمول بہت اکھڑا اور روکھا پھیکا سا تھا۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

حدید بڑے غور سے اس کی اٹھا پٹخ دیکھتا ماتھے کے بل گنتا رہا۔ یوں لگتا تھا اسے سوہا پر گزرنے والے حادثے کا کوئی افسوس نہیں' افسوس تھا تو صرف اس بات کا کہ سوہا چند دن میکے میں گزار کر پھر ہٹی کٹی ہو کر اس کے اعصاب پر سوار ہونے آرہی تھی۔ سوچ کا زہریلا ناگ بار بار پھن اٹھا کر اسے ڈستا اور ہر بار وہ تکلیف سے تڑپ جاتی۔

حدید آفس سے آکر نہانے جا چکا تھا جب دروازے پر دستک ہوئی۔

"ذرا دیکھیں تو سہی۔ دروازے پر ہے کوئی۔" اس نے دو بار حدید کو آواز دی۔ پھر کوئی جواب نہ پا کر پیر پٹختی دروازے تک گئی۔

اپنے کمرے کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس نے حدید کو غسل خانے سے برآمد ہوتے دیکھا۔ اس کی جھنجلاہٹ اور غصے میں ایک دم اضافہ ہوا۔ اسے لگا حدید جان بوجھ کر انجان بن رہا ہے اور' جان بوجھ کر غسل خانے سے دیر سے نکلا۔

"کیا مصیبت ہے۔" اس نے پھاڑ کھانے والے انداز میں دروازہ کھول کر پوچھا۔ مگر آنے والا لمحہ اور سامنے کھڑے شخص کی شکل اسے گنگ کر گئی۔

"تم۔۔۔" کچھ بولنے کی کوشش میں اس کے ہونٹ بے آواز پھڑپھڑ کر رہ گئے۔

سامنے ہی شبیر حسین پان سے رنگے دانت اور ہونٹ لیے جلوہ افروز تھا۔

"کک۔۔۔ کون ہو تم۔"

اس نے انجان بننے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے گھبرا کر اندر صحن کی طرف دیکھا۔

"لو ہمیں بھول گئیں شہزادی۔" اس کے انداز وہی پرانے تھے۔ گہرے مراسم کی نشانی جیسے۔

"اب کیا یہ بھی یاد دلانا پڑے گا کہ ہم کون ہیں۔"

وہ یوں آسانی سے ٹلنے والا نہیں تھا۔

آن کی آن میں نائلہ کی جان پر بن گئی۔ حدید کسی بھی لمحے کمرے سے باہر آسکتا تھا اور انس آفس سے۔

"کیا چاہتے ہو۔ اب کیوں آئے ہو۔"

"ارے ایسے کھڑے کھڑے کیا خاک بات ہوگی۔ اندر چل کر اطمینان سے۔۔۔"

"دماغ ٹھیک ہے کہ نہیں۔ یہ میرے۔۔۔" اس کی بات منہ میں رہ گئی۔ حدید اندر کمرے سے پکار کر آنے والے کی بابت پوچھ رہا تھا۔

"چلے جاؤ خدا کے لیے یہاں سے جاؤ۔" لمحہ بھر میں اس کی شکل رونے والی ہو گئی۔

"ابھی جاؤں تو پھر کب آؤں۔"

اس کا اطمینان دیدنی تھا۔ نائلہ کا جی چاہا سامنے پڑے بڑے سارے پتھر سے اس کا سر توڑ کر قصہ تمام کر دے۔

"کل۔۔۔ کل دوپہر میں' اب جاؤ خدا کے لیے۔" بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا اور وہ دبی دبی آواز میں چیخ پڑی۔

حدید باہر آرہا تھا۔ اب شبیر حسین کے ہٹنے کا انتظار کرنا فضول تھا۔ وہ لمحہ بھر میں دروازہ بند کرنے ہی والی تھی کہ شبیر کے عقب سے انس کا چہرہ نمودار ہوا۔ اسے لگا اس کی سانس رک چکی ہے۔

☆ ☆ ☆

وہ لاؤنج کے صوفے پر بیٹھا بے زاری سے اس عورت کو دیکھے جا رہا تھا۔ جو اس کی منت پچھلے آدھے گھنٹے سے کر رہی تھی۔ کہ اسے چند دن کے لیے اپنے پاس رہنے کی اجازت دے دے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

حسیب کی سوچیں آپس میں بے طرح الجھی پڑی تھیں۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب کیا کرے اور کیا کہے۔ سامنے بیٹھی عورت جھوٹی، مکار اور دھوکے باز تھی۔ یہ تو اسے یقین تھا۔ لیکن اس کا اجڑا حلیہ اور دگرگوں حالت کچھ اور کہانی سنا رہے تھے۔ آنکھیں یقین کر رہی تھیں۔ دل جھٹلا رہا تھا اور دماغ میں مسلسل تنبیہی گھنٹی بج رہی تھی۔

"اب تم مجھ سے کیا چاہتی ہو یہ بتاؤ۔" کتنی دیر بعد وہ بے تاثر لہجے میں بولا تھا۔

"بس تھوڑے سے دن کے لیے مجھے۔۔۔"

"یہ نہیں ہو سکتا۔ کچھ اور کہو۔"

"پلیز حسیب۔ وہ میرا سابقہ شوہر بھوکے شیر کی طرح ڈھونڈ رہا ہے مجھے۔ میرا دنیا میں کوئی نہیں رہا۔ میں کہاں جاؤں اب۔" اس پر رقت طاری تھی۔

"دیکھو اگر تمہیں رقم کی ضرورت ہے تو۔۔۔"

"مجھے رقم کی نہیں۔ تمہارے سہارے کی ضرورت ہے۔" وہ لجلجا رہی تھی۔

"تو کہیں اور جا کر ڈھونڈو سہارا۔ میں تمہیں کوئی سہارا۔۔۔"

حسیب کہتے ہوئے اٹھا ہی تھا کہ اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ وہ اس کے قدموں پر گری سسک رہی تھی۔ غصے کی ایک تیز لہر اس کے وجود میں دوڑ گئی۔

اس نے کس قدر مشکل سے اپنی زندگی کو سیٹ کیا تھا۔ اس کی دی ہوئی نشانی کو کلیجے سے لگا کر رکھنے کے جرم کی سزا اپنی بیوی سے ناراضی کی صورت میں بھگت رہا تھا۔ اور اب یہ بلا پھر جان سے چمٹنے کو آگئی تھی۔

اس نے ایک لمحے میں فیصلہ کر کے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھایا۔ اور بیرونی دروازے کی طرف ہلکا سا دھکیل دیا۔

"ابھی اسی وقت یہاں سے چلی جاؤ۔ کسی بھلائی کی امید مت رکھنا مجھ سے۔"

وہ اپنی زبوں حالی کی بدولت ہلکے سے دھکے سے جھٹکا کھا کر لڑکھڑائی اور سنبھلتے سنبھلتے بھی دہلیز پر گر گئی۔ اگلے ہی لمحے وہ پھر ایک قدم آگے بڑھ کے حسیب کے قدموں میں تھی۔

"نہیں نہیں۔ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ تم اتنے پتھر دل نہیں ہو سکتے۔"

وہ بری طرح بلک رہی تھی۔ حسیب کے پیروں سے چمٹ رہی تھی اور مستقل اس کا غصہ بڑھا رہی تھی۔

اس نے آخری بار ایک جھٹکے سے اسے اٹھا کر اپارٹمنٹ کے باہر دھکیل دیا۔

پڑوس میں رہنے والے مسٹر شرجیل اور مسز شرجیل اس وقت گھر پر نہیں تھے۔ ورنہ اس ہنگامے کی آوازیں ان تک ضرور پہنچتیں اور کچھ بعید نہیں تھا کہ وہ اس سے استفسار کرتے۔

سالوں کی محنت سے بنایا گیا کردار اور عزت اسے ہر چیز سے بڑھ کر عزیز تھی۔ جس پر حرف آجانے کا خیال بہت زور آور تھا۔ اس نے تیزی سے اسے باہر دھکیل کر دروازہ سختی سے لاک کر دیا۔

باہر سے ابھی بھی اس کے رونے اور منتیں کرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔ وہ مستقل دروازہ ناک کر رہی تھی۔

اس نے صوفے پر تھرکتے موبائل کو دیکھا۔ ماہا کی کال آرہی تھی۔

"اوہ نو!"

شدید ترین ٹینشن میں گھر کر اسے اپنے اعصاب کشیدہ محسوس ہو رہے تھے۔ موبائل کی مسلسل بجتی بیپ۔ دروازے پر دستک۔

ابھی ذرا دیر پہلے تک اسے ماہا کی کال کا شدت سے انتظار تھا۔ اور اب اس کال کو ریجیکٹ کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ وہ اس قدر منتشر ذہن کے ساتھ اس سے بات کرنے کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔ جبکہ وہ پہلے ہی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

شک میں مبتلا تھی۔ اور باہر ہوتی دستک کی آواز بھی اس تک جا سکتی تھی۔
کال ڈس کنکٹ کرتے ہوئے اس نے نفرت اور بے چارگی کے ملے جلے تاثرات سے باہر دھڑ دھڑاتے دروازے کو دیکھا۔ اور پژمردہ قدموں سے جا کر بیڈ روم میں بند ہو گیا۔
بیڈ روم کی چوکھٹ میں تختی سے جسے دروازے کی کسی نامعلوم جھری کو چیرتی اس کی آواز یہاں تک آ رہی تھی۔ وہ اب بھی مسلسل ناک کر رہی تھی۔ لیکن یہ آواز اب بہت مدھم ہو چکی تھی۔ حسیب کو یقین تھا۔
وہ کچھ دیر بعد تھک کر مایوس ہو کر وہاں سے چلی جائے گی۔ وہ اپنے کپڑے لے کر واش روم میں گھس گیا۔

☼ ☼ ☼

پل پل کر کے گزرتا ہوا دن' پل پل کر کے اس کی ٹینشن میں مسلسل اضافہ ہی کر رہا تھا۔ اس گھر میں آنے والے اول دن سے لے کر آج تک کبھی وہ کچھ نہیں ہوا تھا جو اب اس کے ساتھ ہو رہا تھا۔ سالن جل گیا۔ دودھ ابل گیا۔ اور سلاد بنانے میں اس کی انگلی کٹ گئی۔
انس کو اس وقت شبیر حسین کے سامنے گھر آتے دیکھ کر اس کے جو اوسان خطا ہوئے تھے۔ وہ تو اس نے کمال مہارت سے سنبھال کر' انس کے استفسار پر شبیر حسین کو کسی چندہ کمیٹی کارکن کہہ کر جان چھڑالی تھی۔ لیکن اب سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کل دوپہر کو جب وہ مصیبت اس سے آنے کا کہہ کر گیا ہے۔ اس کا کیا سدباب ہو گا اور کس طرح۔
اتنا تو اسے یقین تھا کہ ایک بار گھر میں گھس جانے کے بعد شبیر حسین کو گھر سے نکالنا اتنی آسانی سے ممکن نہ ہو گا۔ کئی ایک بار اس کے جی میں آئی کہ کل دوپہر کو دروازے پر تالا ڈال کر وہ خود بھی کہیں چلی جائے۔ پھر خود ہی اس خیال کو مسترد کر دیا۔ کیونکہ کل دوپہر کو اسے گھر سے غائب پا کر وہ بعد میں کسی بھی وقت نازل ہو سکتا تھا۔ اور یقیناً پہلے سے زیادہ ہٹ دھرمی کے ساتھ۔
اس مصیبت کا کوئی مستقل حل کم سے کم اسے تو دکھائی نہیں دے رہا تھا۔
"یا اللہ میں کیا کروں۔"
کئی بار اس کے دل سے آواز نکلی۔ اپنے ہاتھوں کھڑی کی گئی مصیبت کو اپنی ہی جانب بڑھتا دیکھ کر اسے بہت جلدی خدا یاد آ گیا تھا۔
رات کے کھانے پر بھی وہ بے توجہی سے شوربے میں روٹی کے ٹکڑے کر کے ڈالنے لگی۔ حالانکہ وہ کبھی کبھی روٹی کو سالن یا دال میں اس طرح مکس کر کے نہیں کھاتی تھی۔ اور اگر سوہا کو ایسا کھاتے ہوئے دیکھتی تو یوں ناک چڑھاتی جیسے اسے بہت گھن آ رہی ہو۔ حدید اس کی غائب دماغی کو بہت دیر سے نوٹ کر رہا تھا۔ جب ہی اسے سالن اور روٹی کا ملیدہ بناتے دیکھ کر ٹوکے بنا رہ نہیں سکا۔
"یہ کیا کر رہی ہو نائلہ۔ ایسے کھاؤ گی سالن۔"
"وہ بری طرح چونک پڑی۔ پھر اپنی پلیٹ پر نظر ڈالی تو خفیف سی ہو گئی۔
"ہاں وہ بس۔۔۔ آج یونہی دل کر رہا تھا کھانے کو۔"
اس نے حدید کی مشکوک نگاہیں خود پر مرکوز دیکھ کر جلدی جلدی بڑے بڑے نوالے نگلے۔
"تمہیں کوئی مسئلہ ہے نائلہ۔"
رات کو سونے سے پہلے اس نے ایک بار پھر پورے خلوص اور سچائی سے اس سے پوچھا تھا۔ اور جواباً "وہ ایک پھیکی سی ہنسی ہنس کر رہ گئی تھی۔

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

☼ ☼ ☼

بے حد مایوسی اور ناقابل یقین سی کیفیت میں اس نے سیل کی بے جان لائن کو دیکھا۔
"کیا حسیب ناراض ہو گئے ہیں مجھ سے۔"
تمام تر شکووں کے باوجود یہ سوچ کافی تھی۔ اور مضطرب کرنے کے لیے۔
اس نے کمرے میں جھانکا۔ دیوار کی سمت چہرہ پھیر کر لیٹی سوہا پتا نہیں جاگ رہی تھی یا سو رہی تھی۔ وہ تمام تر کوشش کے باوجود اس سے اپنی فیلنگز شیئر نہیں کر سکتی تھی۔ سوہا جس اعصابی کشمکش اور بڑے حادثے سے گزر کر دوبارہ زندگی کی طرف لوٹی تھی۔ اس نے اس کی ذہنی حالت ایسی کر دی تھی کہ کسی بھی موضوع پر بات کرنے کو اس کا دل نہیں چاہتا تھا۔ اور انس یا اپنے بچے کے بارے میں ذکر اسے آب دیدہ کر دیتا تھا۔ فی الحال وہ اس قابل نہیں رہی تھی کہ اس سے کسی بھی موضوع پر بات کی جاتی۔
نیچے عفت تھی۔ جس کا ہونا نہ ہونا بسا اوقات پتا ہی نہ چلتا۔ وہ دن بھر گھر کے کام نمٹاتی۔ سب کے لیے کھانا پکاتی، دو طرح کے پرہیزی سالن۔ صفائی۔ اور اس طرح کے دوسرے کام۔ یوں بھی ماضی میں ماہا کی کبھی عفت سے اس قدر بے تکلفی نہیں رہی تھی۔ کہ وہ اس قدر ذاتی نوعیت کی باتیں اس سے کہتی۔
فی الحال اس کے پاس حسیب کے فون کا انتظار کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہ تھا۔

☼ ☼ ☼

فلیٹ میں خاموشی تھی۔ دروازے پر دستک کی آواز آنا بند ہو چکی تھی۔ مگر حسیب دروازہ کھول کر اس کی غیر موجودگی کا یقین کرنے کا رسک نہیں لے سکتا تھا۔ عین ممکن تھا۔ وہ دروازے کے پاس ہی کہیں موجود ہو۔
وہ..... کون تھی وہ؟ ڈزنی بلیک..... اپنے نام کی ضد بے تحاشا سفید عورت اس کے ذہن پر ماضی کے ہاتھ برسوں پرانے دروازے پر دستک دے رہے تھے۔ جب اس نے پہلی بار اسے دیکھا تھا۔
اسے دیکھ کر کوئی بھی ذی ہوش اپنے ہوش کھو سکتا تھا۔ وہ خوب صورت نہیں، حسین عورت تھی اور اپنے بے پناہ حسن اور اس کی تباہ کاریوں سے اچھی طرح واقف تھی۔
حسیب جتنا کم عمر اور ناتجربے کار تھا۔ اس کے لیے ظاہری حسن رکھنے والی عورت کا ساتھ ہونا ہی اسے مکمل طور پر دیوانہ بنانے کے لیے کافی تھا۔ یہ بات وہ اچھی طرح جانتی تھی۔ مگر وہ سدا کی دھوکے باز تھی۔ مردوں کو بے وقوف بنا کر ان سے پیسے اینٹھنا اور پھر کام نکل جانے کے بعد راہ چل دینا اس کا محبوب مشغلہ بھی تھا۔ اور ذریعہ معاش بھی۔
حسیب اس سے ملنے والے مردوں میں وہ واحد مرد تھا۔ جس کی طرف وہ بغیر پیسے کے ملتفت ہو گئی تھی۔ حالانکہ وہ کوئی ایسا خوب صورت حسین و جمیل، مردانہ وجاہت کا شاہکار مرد نہیں تھا۔ پھر بھی وہ اس کے پاس اس کے اپارٹمنٹ میں، جو فقط ایک کمرے اور کچن پر مشتمل تھا رہتی رہی تھی۔ حسیب اسے خود سے متاثر اور محبت میں گرفتار سمجھنے لگا۔ اس نے زندگی میں اس جیسی عورتیں کبھی دیکھی ہی نہیں تھیں۔ اس قدر مطلبی، اتنی چلتی پرزہ۔ دن رات مردوں کی سنگت میں گزارنے اور جانے کون کون سے گورکھ دھندوں میں پھنسی۔ جسم فروشی کی غلیظ دلدل میں گردن تک دھنسی عورتیں۔
وہ بھی ان ہی عورتوں میں سے ایک تھی۔ اور اپنے ایک بہت پرانے اور خطرناک قرض خواہ سے چھپتی پھر رہی تھی۔ اس کے پاس اور کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ حسیب کو اپنی محبت کا فریب دے کر چند روز یا چند ہفتے اس کے پاس سب سے چھپ کر گزارے۔ دن رات کا ساتھ اور حدود و قیود سے مبرا قربت وہیں رنگ لائی تھی۔ جب حسیب کو

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

پتا چلا کہ ڈزنی اس کے بچے کی ماں بننے والی ہے۔ جس دن اسے یہ خبر ملی اس کی کیفیت عجیب تھی اور احساسات عجیب تر۔

یہ پہلی خوش خبری تھی جو اسے زندگی میں وقت سے بہت پہلے مل گئی تھی۔ ڈزنی کے لیے بھی یہ خبر غیر متوقع تو تھی۔ لیکن خوش کن ہرگز نہیں تھی۔

جس روز حسیب کو یہ خبر ملی۔ اسی رات ان دونوں کے درمیان زبردست جھگڑا ہوا۔ اور حسیب اس سے ناراض ہوگیا۔ پھر وہ تین دن تک ناراض رہا لیکن ڈزنی کے اوپر رتی برابر اثر نہ ہوا۔ ہار مان کر حسیب خود ہی اس کا خیال رکھنے پر آمادہ ہوگیا۔ لیکن اس عورت کے لیے یہ صورت حال کسی طور قابل قبول نہ تھی۔ وہ تو فقط چند روز کے لیے پناہ لینے حسیب کے پاس آئی تھی۔ زندگی بھر کے لیے کسی سے جڑ کر رہنا اس کی فطرت میں ہی نہ تھا۔ کجا کہ کسی مرد کی بیوی بن کر اس کے بچے پالنا۔

حسیب نے اپنا پورا زور لگایا۔ مگر جب وہ کسی طرح اس بات کے لیے راضی نہ ہوئی کہ یہ بچہ اس دنیا میں آئے تو اس نے ہتھیار ڈال دیے۔ ڈزنی ویسے بھی اس پر پوری طرح ظاہر کرچکی تھی کہ وہ کس قماش کی عورت ہے۔ اس لیے اب نہ تو مزید حسیب کے پاس اس کی رہائش ممکن ہے اور نہ اس بچے کی دنیا میں آمد۔

حسیب کی آنکھوں میں کسی عورت کے حوالے سے سجا پہلا خواب بری طرح چکنا چور ہوگیا۔ وہ اگر اس کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تھی تو' وہ اسے مجبور نہیں کرسکتا تھا۔ اسے خود پر' اپنی عقل پر اپنی نادانی پر حیرت بھی تھی۔ اور افسوس بھی تھا۔

ایک عورت نے کتنے دن کتنے مزے سے اسے بے وقوف بنایا اور وہ فقط اس کی حسین صورت اور خوب صورت جسم کے پیچھے اس کے لیے ایک مہرے کی طرح استعمال ہوتا چلا گیا۔ اس نے بمشکل تمام اسے اس بات کے لیے راضی کیا کہ وہ اس بچے کو دنیا میں آنے دے۔ اس کے بعد اس بچے کو حسیب کے حوالے کرکے وہ جہاں جانا چاہے۔ دنیا کے کسی بھی کونے میں' وہ اسے مجبور نہیں کرے گا کہ وہ حسیب کے ساتھ ہی رہے۔ لیکن وہ حسیب کی اولاد کو یوں ختم نہیں کرے گی۔ کافی بحث مباحثے کے بعد وہ مان گئی۔

حسیب کی مالی پوزیشن اس قدر کمزور تھی کہ ڈزنی کا خیال رکھنے کے لیے اسے وقت پر خوراک اور دواؤں کی فراہمی اور پھر مستقبل میں اپنے بچے کے لیے اس کے اخراجات کے لیے ڈبل جاب کرنی پڑی۔ مگر وہ راضی خوشی تیار ہوگیا۔ اس نے ویک اینڈ اور سنڈے کو بھی کام کرنا شروع کردیا۔ اپنی ضروریات ختم کرکے وہ ہر طرح سے ڈزنی کا خیال رکھ رہا تھا وہ سمجھ رہا تھا۔ اس طرح سے اپنی محبت نچھاور کرکے وہ اسے اپنا بنالے گا۔ مگر ایسا ہو نہیں سکا۔

ایک بہت عام سے دن جب وہ اٹھارہ گھنٹے کی ڈیوٹی بھگتا کر گھر واپس آیا تو اس کا اپارٹمنٹ خالی تھا۔ اور وہ کہیں بھی نہیں تھی۔

☼ ☼ ☼

بے انتہا شل ہوتے اعصاب کسی کی پرسکون رفاقت کے متقاضی تھے۔ دو مہربان ہاتھ جو گزرے وقت کی نامہربان یادوں سے اسے سنبھال کر علیحدہ کرلیتے۔ اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے اور وہ سکون سے آنکھیں موند کر گہری نیند میں اتر جاتا۔ اس نے ماہا کا تصور کرکے آنکھیں موندیں تو بے تحاشا جلن کے احساس تلے ایک نئی بے چینی نے جنم لیا۔ ماہا نے دوبارہ کال نہیں کی۔ پتا نہیں وہ کیا سمجھی ہوگی۔ یقیناً" اور بھی زیادہ بدگمان ہوگئی ہوگی اور کیا۔

ایک اضطراب اس کی رگ وپے میں دوڑ گیا۔ اس نے وقت دیکھے بغیر تیزی سے ماہا کا نمبر ڈائل کیا۔ دوسری

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

جانب پہلی بیل کے مکمل ہونے سے پہلے فون ریسیو کرلیا گیا۔
"ہیلو۔ ہیلو ماہا۔ کیسی ہو میری جان۔"
اس کے لہجے میں کتنی بے چینی' بے کلی پنہاں تھی۔ میلوں دور بیٹھی اس کی آواز کا انتظار کرتی ماہا نے پورے دل و جان سے محسوس کی۔
سوہا نے کمرے کی کھڑکی سے جھانک کر ماہا کو دیکھا۔ وہ کسی سے فون پر بات کررہی تھی۔ اور رات کے اس پہر بھلا کون ہو سکتا تھا حسیب کے سوا۔
اس کی آواز معمولی سی بھنبھناہٹ کی صورت میں اس تک پہنچ رہی تھی۔ اس کی آواز میں کوئی ترنم نہ تھا۔ نہ کوئی لوچ نہ گداز۔ پھر بھی اس وقت وہ دبی دبی محتاط آواز سوہا کو کسی خوب صورت محبت بھرے' پریم گیت سے کم نہیں لگی۔
جانے کس خیال نے اس کی آنکھیں یک دم گلابی کردیں۔ اس کے دل میں بوندا باندی ہونے لگی۔
"کیا انس کو میری یاد آتی ہوگی۔" ایک سوال آنکھوں میں آنسو لیے اس کے سامنے بیٹھا تھا۔ اور اس کی ہمت نہ تھی کہ ہاتھ بڑھا کر وہ آنسو صاف کردے۔ اس کے دل نے ایک سسکی بھری۔

☼ ☼ ☼

دوسری صبح اس قدر بوجھل نہ تھی۔ جتنی کل رات لگ رہی تھی۔ دل کا بوجھ ماہا سے بات کرکے کافی حد تک کم ہوگیا تھا۔ وہ آنکھ کھلنے کے بعد بھی دیر تک پڑا بستر میں اینڈتا رہا۔ رات کو ہونے والی بات اور ڈزنی کی اچانک آمد کے بارے میں سوچتا رہا۔
اسے حسیب کا ایڈریس کہاں سے ملا اور وہ دبئی کیسے پہنچ گئی۔ ان سوالوں کے جوابات ڈھونڈنا بے کار تھے۔ اب اسے جلد سے جلد اپنا ایڈریس تبدیل کرنا تھا۔ خوش آئند بات یہ تھی۔ کہ کل اس نے بہت عرصے بعد ماہا کی آواز میں اپنے لیے اسی پرانی بے تابی کی جھلک دیکھی۔ اس نے ماہا سے وعدہ لیا تھا کہ وہ کچھ عرصے بعد اسے واپس بلالے گا اور وہ انکار نہیں کرے گی۔ فی الحال وہ خود ہفتے بھر کے لیے اس سے ملنے پاکستان جانے کا فی الفور ارادہ کر بیٹھا تھا۔ ماہا نے البتہ فوراً" ساتھ آنے سے انکار کردیا تھا۔ حسیب کے لیے یہ ہی بہت تھا کہ کم سے کم اس کی ناراضی دھیرے دھیرے اختتام کی طرف سفر کررہی تھی۔ اور اگر وہ حسیب کی پوری بات سن لے گی تو یقیناً" اسے معاف بھی کردے گی۔
اس کے دل میں امیدوں کے نئے چراغ تو پکڑ رہے تھے۔
اس نے گنگناتے ہوئے کافی بنائی اور بہت اچھے موڈ میں آفس کے لیے تیار ہوا۔ ابھی اسے اپنے منیجر کو ہفتے بھر کی بریفنگ بھی دینی تھی۔ کہ اس کی غیر موجودگی میں پورے آفس اور اسٹاف کو اس کا مینجر ہی دیکھتا تھا۔
دروازے پر بیل ہورہی تھی۔ ٹائی کی ناٹ لگاتے ہوئے اس کے ہاتھ تھم گئے۔ بے وقت کی آمد' شاید نہیں یقیناً" پھر اس کی تھی۔
" Not Again ۔" اس نے کوفت سے ایک گہری سانس لی۔ اور دروازے پر لگی میجک آئی سے احتیاطاً" باہر جھانکا۔ مگر باہر اس کی توقع کے خلاف ڈزنی کے بجائے مسز شرجیل کھڑی تھیں۔ اس کے دل کو ذرا اطمینان ہوا۔ اس نے فوراً" دروازہ کھولا۔ پھر ٹھٹک گیا۔
مسز شرجیل وہاں اکیلی نہیں تھیں۔ وہ اپنے برابر میں اشارہ کرکے معنی خیزی سے کچھ کہہ رہی تھیں۔
"یہ خاتون آپ کا ایڈریس پوچھ رہی تھیں۔"

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

☼ ☼ ☼

بھری دوپہر کا وقت تھا۔ نائلہ جلے پیر کی بلی کی طرح برآمدے میں یہاں سے وہاں چکر لگا رہی تھی۔ اسے انتظار تھا۔ شبیر حسین کا۔ جسے اس نے خود آج آنے کا بلاوا دیا تھا۔ سمجھ نہیں آتا تھا کہ کس کس وقت کو کوسے اور اپنی کون کون سے حماقتوں کا ماتم کرے۔ اس کی حرکتوں کے لیے لفظ حماقتیں تھا بھی بہت احمقانہ۔

دفعتاً" دروازے پر بیل ہوئی۔ اسے معمول سے زیادہ چیختی ہوئی محسوس ہوئی۔ کانپتے ہوئے پیروں اور کپکپاتے ہاتھوں سے اس نے دروازہ کھولا۔

"آ... آپ۔" اس کا دل حلق میں آن پھنسا۔ سامنے حدید کھڑا تھا۔

کھڑے کھڑے جسم بے جان ہو جاتا۔ ناکارہ ہو جانا کسے کہتے ہیں۔ اسے آج پتا چلا تھا۔ وہ اتنی حواس باختہ ہو گئی کہ کتنی دیر وہیں کھڑی حدید کی شکل ہی دیکھتی رہی یہاں تک کہ "اس نے باقاعدہ اس کی آنکھوں کے سامنے ہاتھ لہرایا۔ ایک طرف ہو کر اسے راستہ دیتے سے بھی اسے یوں ہی لگ رہا تھا۔ جیسے وہ ابھی پورے قد سے زمین پر جا گرے گی۔

شاید وہ اپنی زندگی میں اتنی خوف زدہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی تھی۔ حدید سیدھا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

"آپ... آپ اس وقت کیسے آ گئے۔" وہ جیسے لڑکھڑاتی ہوئی آواز اور ڈگمگاتے قدم لے کر اس کے پیچھے آئی تھی۔

"یار ایک ضروری فائل لے جانی تھی۔ گھر پر بھول گیا۔ خواری اٹھانی پڑی۔"

وہ اب سائیڈ ٹیبل کے پاس کھڑا کسی فائل کے صفحات کو عجلت میں پلٹ رہا تھا اور نائلہ اتنے ہی اضطراب کے ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔ صد شکر تھا کہ وہ اس قدر جلدی میں تھا کہ اس نے نائلہ کے چہرے کو غور سے دیکھا ہی نہیں تھا۔ ورنہ اسے اس کے منہ پر اڑتی ہوائیاں ضرور نظر آ جاتیں۔

"تو آپ فائل لے کر جا رہے ہیں واپس۔"

"ہاں... دیکھو شاید..."

"ش... شاید مطلب..." ابھی اس کا سوال منہ میں ہی تھا کہ حدید کی کال آ گئی۔ چند منٹ اس نے بات کی، پھر فون بند کر کے سکون کا سانس لیا۔

"میں نہانے جا رہا ہوں، ہم کھانا نکال لو۔"

"کیوں... م... میرا مطلب ہے آپ جا نہیں رہے واپس۔"

"جاؤں گا، مگر اب اتنی جلدی نہیں۔"

وہ خود تو سکون سے ہو گیا، لیکن نائلہ کا سکون غارت ہو گیا۔ وہ اس کی طرف دیکھے بغیر نہانے چلا گیا۔ نائلہ چند لمحے باتھ روم کے بند دروازے کو گھورتی رہی، پھر تیزی سے اچھلی۔ دروازے کی بیل بج رہی تھی۔ چیختی، چلاتی، شور مچاتی۔

اس کے حواس ساتھ چھوڑنے لگے۔ وہ وہیں کھڑی باتھ روم کے دروازے کو گھورے گئی۔ وہ جانتی تھی، اب دروازے پر شبیر حسین کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتا۔

بیل پھر بجی۔ نائلہ کا دل کنپٹیوں میں بھاگ آیا۔ ایک ایک رگ دھڑکن کے ساتھ پھڑکنے لگی۔ ایک پل کو خیال آیا کہ یوں ہی کھڑی رہے اور بیل بجانے والا مایوس ہو کر چلا جائے۔ لیکن یہ خیال کتنا بودا اور کچا تھا۔ مسلسل بجتی بیل پر اگر حدید نکل آتا اور اگر نہیں نکلتا تو جھانک کر اسے آواز دینے کا ارادہ کرتا اور اسے یوں بت بنے دیکھ

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

لیتا تو۔۔۔

اسے ایک جھرجھری سی آئی اور وہ تیز لیکن ٹیڑھے میڑھے قدموں سے دروازے تک آئی۔ جھری سے جھانکنے پر کچھ دکھائی نہیں دیا تو اس نے دھیرے سے دروازہ کھولا۔

دروازہ کھلتے ہی اس کا منحوس چہرا سامنے تھا۔ پان کھاتے دانت' سیاہ مسکراتے لبوں کے پیچھے خباثت سے جے ہوئے تھے۔

✿ ✿ ✿

وہ بے حد سنجیدہ اور سپاٹ چہرے کے ساتھ اپنی پیکنگ میں مصروف تھا۔ کمرے کے کھلے دروازے سے سامنے صوفے پر وہ اسے بیٹھی ہوئی نظر آرہی تھی۔ سر جھکائے' نادم و شرمسار سی۔ اسے اس کی یہ حرکت اور یہ تاثر ایک ڈھونگ سے زیادہ کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ کافی دیر خاموشی سے اپنا کام کرنے کے بعد وہ اس کی طرف آیا۔

"میں پاکستان جا رہا ہوں۔" چند لمحے اسے سخت نظروں سے گھورنے کے بعد اس نے کہا "اور تم میری غیر موجودگی میں یہاں نہیں رہ سکتیں۔"

"میں رہ سکتی ہوں۔ میرا مطلب ہے تم جتنے دن کے لیے جا رہے ہو' صرف اتنے دن مجھے یہاں۔۔۔"

"اور اس کے بعد۔۔۔" حسیب نے بے زاری سے اس کی بات کاٹی۔

"اس کے بعد میں چلی جاؤں گی۔ آئی سویئر۔۔۔ مجھے صرف چند دن کے لیے یہاں رہنے دو۔" اس کا لہجہ التجائیہ ہو گیا' لیکن اس کے اوپر کوئی اثر نہیں ہوا۔

"اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں ہے نا۔ سارا مسئلہ تو یہ ہے۔"

"تم میری بات کا یقین کرو حسیب میں۔۔۔ میں کیسے تمہیں یقین دلاؤں۔ میں تمہیں کوئی نقصان پہنچانے نہیں آئی۔ پلیز میرا یقین کرو۔ میں بہت مصیبت میں ہوں' میری مدد کرو پلیز۔" وہ پھر گڑگڑاتی ہوئی رونے کے لیے پر تولنے لگی۔

"اوہ پلیز یار۔۔۔ بند کرو یہ ناٹک۔۔۔" اس نے کوفت سے اسے ٹوک دیا۔ "ٹھیک ہے۔۔۔ ابھی تو میں چند دن یا شاید صرف تین دن کے لیے جا رہا ہوں۔ لیکن میں پاکستان سیٹل ہونے والا ہوں۔ اس لیے تمہارے دل میں اگر کوئی گمان ہے بھی تو دور کر لو۔ میری شادی ہو چکی ہے اور میں اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا ہوں اور اس کی خاطر میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ اسی لیے اپنا پورا بزنس کانٹیکٹس ختم کر کے پاکستان چلا جاؤں گا۔ تمہارے پاس یہ ہی تین دن ہے۔ اپنا ٹھکانا کرو اور بوریا بستر سمیٹ کر رکھو۔" اس کے لہجے میں حد درجے بے مروتی اور لاتعلقی بھر گئی۔

"ہاں۔۔۔ ہاں میں چلی جاؤں گی' میرا وعدہ ہے۔"

"ہونہہ۔۔۔ وعدہ۔ ایک وعدہ پہلے بھی کیا تھا تم نے کسی کے حوالے سے' یاد ہے تمہیں۔" اس کے رونے میں یک دم بریک آیا۔ اس نے نا سمجھی کے سے انداز میں حسیب کو دیکھا۔ پھر بے حد چونک اٹھی۔

✿ ✿ ✿

وہ فون پر اسے بے قراری سے خود کو پکارتا اور سسکتا ہوا سن رہا تھا۔ شاید اتنے دنوں کی دوری نے سوہا کے دل پر چھائی تمام بدگمانی کی کثافت کو دھو کر اس کی پوتر محبت کو پھر سے اجاگر کر دیا تھا۔ وہ محبت جو ان دنوں کے درمیان موجود ہوتے ہوئے بھی کہیں گم ہو گئی تھی۔

"تم۔۔۔ رو مت' میں آجاؤں گا تمہیں لینے۔"

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"کب... کب آئیں گے' جلدی آجائیں' میرا دل گھبرا رہا ہے۔ بہت۔"
"کیوں... کیا تم اکیلی ہو... ماما اور آنٹی کہاں ہیں۔"
"وہ ہیں یہیں گھر میں... مگر مجھے چین نہیں مل رہا' پتا نہیں کیا بات ہے۔" وہ بے قراری سے بول رہی تھی اور انس کا قرار لوٹ رہی تھی۔
"اچھا ابھی تو میں آفس میں ہوں۔ تم امی کے پاس چلی جاؤ۔ میں آج ہی آؤں گا... اوکے..."
"آپ ابھی تک کیا کر رہے ہیں آفس میں... اب تو آٹھ بجنے والے ہیں' ابھی تک..." اس کی تشفی ہی نہیں ہو پا رہی تھی۔
"ارے بھئی کام کا لوڈ ہے۔ میں نے کہا نا میں آجاؤں گا' اب فون بند کر کے نماز پڑھو تم۔ سکون ملے گا دل کو اور گھبراہٹ بھی کم ہوگی' جاؤ شاباش..."
اس کی گھبراہٹ کم نہیں ہوئی تھی۔ مگر وہ آفس میں بیٹھ کر زیادہ دیر تک بات بھی نہیں کر سکتا تھا۔ مجبوراً اسے لائن ڈس کنکٹ کرنی پڑی۔ فون بند کر کے اس نے چہرے پر پھیل جانے والی نمی سمیٹی تو امی کو دروازے میں کھڑا ہوا پایا۔
"کیا ہوا سوہا' کیا ڈر گئی تھیں میری بچی!"
وہ آگے بڑھیں' سوہا ایک دم ان سے لپٹ کر رونے لگی۔ وہ ماں تھیں۔ سمجھ سکتی تھیں' سمجھ سکتی تھیں کہ اب بیٹی کو اپنے ہم سفر کی یاد بے چین کر رہی ہے۔ وہ دھیرے دھیرے اسے پچکارتے ہوئے اس کا سر تھپکنے لگیں۔
"اسی لیے میں نے کہا تھا کہ فون کر کے اسے بلاؤ اور اس کے ساتھ گھر چلی جاؤ۔ اتنے دن کی دوری یوں ہی وسوسے ڈال دیتی ہے دل میں اور اتنے محبت کرنے والے شوہر سے زیادہ کون خیال رکھ سکتا ہے۔ انس اور حدید ماشاء اللہ دونوں ہی بہت نیک' شریف النفس اور محبت کرنے والے بچے ہیں۔"
امی دھیمی آواز میں اسے تسلی دے رہی تھیں۔ جب انس اور حدید کا نام سن کر اندر آتی ہوئی عفت دہلیز پر ہی رک گئی۔
انس اور حدید... محبت کرنے والے بچے... حسیب... جان چھڑکنے والا شوہر... اس کے دل میں جانے کیوں بوندا باندی سی ہونے لگی۔ وہ بنا کچھ کہے وہیں سے واپس پلٹ گئی۔ چپ چاپ' خاموش اور بے نام سی اداسی کے ہمراہ۔

☼ ☼ ☼

"تم... ابھی چلے جاؤ خدا کے لیے میرا شوہر گھر پر ہے۔"
"کیوں شہزادی۔ اب ہم سے بھی آنے بہانے کرو گی تم۔ ہم کوئی غیر ہیں۔"
"افوہ خدا کے لیے کیوں ایک بار کی بات نہیں سنتے تم۔"
نائلہ کھڑے کھڑے پگھلتی جا رہی تھی۔ بس نہیں چلتا تھا کہ جادو کے زور سے اس خبیث شیطان کو وہاں سے غائب کر دے۔
"اے لو۔ ابھی کل ہی تو سن کر گیا تھا کہ کل دوپہر میں آنا۔ اور اب آج پھر وہی بات۔"
اس پر نائلہ کی حالت اور اس کی منت سماجت کا خاک اثر نہیں ہوا۔ وہ مصنوعی خفگی سے یوں ٹھنکا جیسے وہ دونوں آپس میں بچپن کی گہری سہیلیاں ہوں۔
"ہاں ہاں کہا تھا میں نے۔ مگر ابھی وہ آگیا ہے بنا بتائے۔ اب اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ تم بس ابھی چلے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

جاؤ۔" نائلہ نے بات کے درمیان میں خوف سے مڑ کر دیکھا۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ حدید ابھی نہا کر نہیں نکلا تھا لیکن یقیناً" نکلنے ہی والا تھا۔ اس نے گردن واپس موڑی تو شبیر حسین ہتھیلی پر کوئی بدرنگی چیز رکھے انگوٹھے سے مسل رہا تھا۔

"سنا نہیں تم نے میں نے کیا کہا ہے۔" اس کا اطمینان اور بے نیازی دیکھ کر وہ دبی آواز میں چیخ اٹھی۔

"اوئے۔" شبیر حسین کے تاثرات میں یک لخت سرد مہری در آئی اور آنکھوں سے شرارے نکلنے لگے۔ "چلا کس پر رہی ہے۔"

لحہ بھی نہیں لگا تھا کہ وہ ایک بے فکرے ریشہ خطمی عاشق سے بدل کر غنڈا موالی لگنے لگا۔ اس کا انداز اس قدر دھمکی آمیز تھا کہ نائلہ کی خوف کے مارے آنکھیں ابل آئیں۔

"تو تم میری بات کیوں نہیں سن رہے۔ آج نہیں کل آجانا مگر خدا کے لیے ابھی جاؤ۔ اگر محلے میں سے بھی کسی نے دیکھ لیا۔"

اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ اس نے اپنا دایاں ہاتھ اٹھا کر تسلی دی۔

"اوئے بس بس۔ آج تو جا رہا ہوں۔ پر اب کی بار آیا تو...." بات چھوڑ کر اس نے ایک لوفرانہ مسکراہٹ ہونٹوں پر سجا کر بائیں آنکھ دبائی۔

"تو اندر آکر بات کروں گا' چائے پانی کے بغیر ٹلوں گا نہیں۔"

وہ پھر کوئی بڑا نا راز دار لگنے لگا۔ نائلہ کے سینے پر سے کسی نے بھاری سل اٹھائی۔ بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی کان میں ڈال کر زور زور سے ہلاتے ہوئے وہ مڑ گیا۔ اور اس کے مڑتے ہی دروازہ بند کرتی نائلہ کا لمحے بھر کو جی چاہا اس کی پیٹھ میں چھرا گھونپ دے۔

عرق عرق پیشانی' ٹرین کی رفتار سے بھاگتا دل اور گھٹی گھٹی سانسیں لیتے وہ سیدھی کچن میں آکر چولہا جلا کر اس پر توا رکھنے لگی۔ ابھی تو وہ کسی بھی صورت میں حدید کا سامنا نہیں کر سکتی تھی۔ اور اپنے بارے میں اسے صد فیصد یقین تھا کہ اس کے چہرے پر ضرور کوئی نہ کوئی گڑبڑ کی تفصیل دیتا تاثر ہوگا۔ جسے فی الوقت وہ حدید سے چھپانا اور اپنے تاثرات کو نارمل کرنا چاہتی تھی۔ اسے کسی بھی قسم کے شبہے سے دور رکھنے کے لیے یہ احتیاطی تدبیر بہت ضروری تھی۔

روٹیاں جھٹ پٹ پک گئیں مگر آج ان میں وہ گولائی نہیں تھی۔ جو اس کے ہاتھ کی روٹی کا خاصہ تھی۔ کھانا تیار تھا۔ اس نے گرم کرنے کو رکھا۔ اور سینے پر ہاتھ رکھ کر خود کو بالکل پر سکون کر لیا۔ پھر ذرا کی ذرا باہر جھانکا تو حدید نہایا دھویا کمرے سے نکل کر اسی طرف آرہا تھا۔ اس نے تیزی سے رخ پھیر لیا۔ چند ہی پل گزرے اور وہ اس کے پشت پر کچن میں داخل ہوا۔ اس نے ہانڈی میں چلانے کے لیے چمچہ اٹھایا ہی تھا کہ وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر واپس ہنڈیا میں جا گرا۔

حدید نے اس کی پشت پر سے اپنے دونوں بازو ڈال کر اسے اپنے قریب کر لیا۔

"کیوں اتنی ہلکان ہو رہی ہو۔"

نائلہ سن اور ساکت سی اپنی جگہ کھڑی رہ گئی۔ اس سے جنبش کرنا تو دور سانس لینا بھی محال ہو گیا۔ ذرا دیر پہلے ایک نامحرم نے اس کا دم نکالنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی۔ اور اب یہ محرم مرد اس کی سانسیں روکے کھڑا تھا۔

"کتنی گرمی ہو رہی ہے۔ ہے نا۔"

اس نے ہاف آستین کی ٹی شرٹ پہن رکھی تھی۔ اس کا تر و تازہ اور ٹھنڈا وجود اگر نائلہ اس کی وفادار بیوی

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہوتی۔ اور یہ ایک دوسرے کے من چاہے ہوتے تو اس کے ٹھنڈے وجود کی ساری ٹھنڈک اور تازگی نائلہ خود میں اتار لیتی۔ لیکن۔ لیکن اس وقت تو اس کے گیلے بازوؤں کی ٹھنڈی نرم ملائم گرفت نے کسی دہکتے لوہے کی طرح اسے جکڑ لیا تھا۔ اس کے جسم میں تپش بھرنے لگی۔ وجود سلگنے لگا۔

"کچھ بولو بھی۔ یا ایسے ہی کھڑی رہو گی۔ اچھا چلو چھوڑو کھانے کو آؤ۔" اس نے خود ہی ہاتھ بڑھا کر چولہا بند کیا۔ اور پھر اس کا رخ اپنی طرف پھیر کر وہ جانے اپنا کونسا حق استعمال کرنا چاہتا تھا۔ جب نائلہ ایک دم تڑپ کر اس کی گرفت سے نکل گئی۔ حدید جہاں کا تہاں کھڑا رہ گیا۔

"میں کھانا لگا رہی ہوں آپ ہاتھ دھو کر آجائیں۔"

احساس توہین سے اس کے جبڑے بھینچ گئے۔ چہرہ سرخ پڑ گیا۔

کیا نائلہ جانتی نہیں تھی۔ کہ وہ ابھی نہا دھو کر ہی نکلا ہے اسے ہاتھ دھونے کی ضرورت نہیں۔ اور کھانا کھانے سے اس نے خود ہی انکار کر دیا تھا۔ وہ کچھ اور کہہ رہا تھا۔ اسے کھانا نہیں چاہیے تھا۔ اس کی خواہش کچھ اور تھی۔ وہ کیا مانگ رہا تھا۔ نائلہ اچھی طرح جانتی تھی۔ اور وہ اس طرح دور کیوں چلی گئی تھی۔ یہ حدید بھی اچھی طرح جانتا تھا۔ لیکن کیوں؟

وہ ایسا کیوں کرتی تھی۔ وہ حدید کے نزدیک نہیں آتی تھی۔ نہ اسے قریب آنے دیتی تھی۔ آخر کیوں۔ کیا چل رہا تھا اس کے دماغ میں۔ کیا وجہ تھی اس گریز کی۔ وہ کیوں اپنے اور اس کے بیچ یہ اجنبیت اور بیگانگی قائم رکھنا چاہتی تھی۔ وہ اس سے وہ تعلق کیوں نہیں جوڑنا چاہتی تھی جو ایک مرد اور عورت اپنے محرم سے ہی جوڑتے ہیں کہ اسی میں ان کی بہتری اور بھلائی ہے۔

ہمیشہ کی طرح نائلہ اس سے دور ہٹ گئی تھی۔ اس کے لیے ایک سوالیہ نشان چھوڑ کر۔

اس نے چاہا کہ وہ ابھی فوراً" پلٹ کر جائے اور اپنا حق وصولے۔ یا کم سے کم اسے جھنجوڑ ہی ڈالے۔ اس احتیاط کی' اس دوری اور گریز کی وجہ ہی پوچھ لے۔ چاہے جبراً" زور زبردستی سے ہی سہی۔ لیکن اس پر اچھی طرح ثابت کر دے کہ وہ کیا ہے اور کیا کر سکتا ہے۔ لیکن وہ ایسا نہیں کر سکا۔ کیونکہ اسے یاد آگیا تھا کہ اس حوالے سے ایک بار پہلے بھی ان کے درمیان تناؤ آچکا تھا۔ جھڑپ نہیں' لیکن بحث تو ہو ہی چکی تھی۔

نائلہ جا چکی تھی۔ اور وہ جانتا تھا کہ بے شک نائلہ کو کھانا نکالنے کے لیے کچن میں آنا ہو گا مگر وہ اس وقت تک نہیں آئے گی۔ جب تک وہ خود وہاں سے باہر نہ چلا جائے۔ اس کی کنپٹی کی رگیں پھڑپھڑانے لگیں۔

نائلہ نے اسے تیزی سے کچن سے نکل کر باہر جاتے دیکھا۔ دوبارہ آفس جانے کے خیال سے اس نے اپنی بائیک اب تک باہر ہی کھڑی کر رکھی تھی۔ نائلہ اس کا ارادہ بھانپ گئی۔

"حدید! میری بات سنیں۔ پلیز رک جائیں۔ دیکھیں۔"

جانے کس خوف کے زیر اثر اس نے غصے میں اندھا دھند باہر نکلتے حدید کو دیکھ کر اسے روکنا چاہا۔ مگر وہ شدید غصے کے عالم میں بائیک اسٹارٹ کر کے یہ جا وہ جا۔

☼ ☼ ☼

کراچی کا موسم ابر آلود تھا۔ ایئرپورٹ پر چلتی ٹھنڈی ہواؤں نے اس کا استقبال کیا۔ ماہا سے ملنے کی خوشی کے باعث دل ویسے ہی مطمئن اور شاد تھا۔ موسم نے دل کے موسم کو کچھ اور نکھار اور سنوار دیا۔ اس کے باوجود وہ سیدھا ماہا سے ملنے کے بجائے اپنی بہن سے ملنے چلا آیا۔ ماہا کے علاوہ دنیا میں ایک یہی اس کا سگا اور واحد رشتہ بچا تھا۔

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"ارے تم حسیب اس قدر اچانک۔" ان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں رہا۔
"بس اپنوں سے ملنے کا دل تو ہر وقت ہی کرتا ہے۔ سوچا مل ہی آؤں جا کے۔" اس کی مسکراہٹ میں' باتوں میں' لہجے میں' ایک عجیب سی اداسی تھی۔ اور میٹھی سی خلوص کی چاشنی تھی وہ پورا دن اس نے وہیں گزارا۔ اپنی بہن کے ہاتھ کا بنا کھانا کھایا۔ عرصے بعد گھر کا کھانا ملا جو محبت بھرے ذائقے سے لاجواب ہو گیا تھا۔ فرمائش کر کے بیف بریانی' اور شاہی ٹکڑے بنوا کر کھائے۔ پھر بھی ایک بے نام سی الجھن نے اس کا احاطہ کیے رکھا۔
شام تک وہ اسی ادھیڑبن میں لگا رہا کہ آپی سے ڈسکس کرے یا نہ کرے۔ پھر اس نے ان کو کچھ بھی نہ بتانے کا فیصلہ کیا۔ یوں بھی ان کے انداز سے کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ اگر انہیں ماہا اور حسیب کے درمیان کسی تنازعے کا علم تھا بھی۔ تب بھی انہوں نے ظاہر نہیں کیا۔ یا شاید وہ اس کی گہرائی سے واقف نہیں تھیں۔
شام کو اس کے بہنوئی کے آنے کا وقت ہوا تو اس نے واپسی کے لیے پر تولے۔
"اتنے دن بعد آئے ہو۔ تو ایک رات رک ہی جاؤ۔ ماہا کے پاس کل چلے جانا۔"
بہن کے مان بھرے اصرار کے آگے اس سے پس و پیش نہیں کی گئی۔ اور وہ اس رات وہیں رک گیا۔ اسے احساس تو تھا کہ ماہا منتظر ہو گی۔ لیکن پھر اس نے سوچا کہ فون کر کے اسے بتا دے گا۔ ماہا واقعی منتظر تھی حسیب کی۔ لیکن کوئی اور بھی تھا۔ جس کی بے چینی اور بے تابی عروج پر تھی۔ اور وہ ماہا نہیں تھی۔

☼ ☼ ☼

کمرے کے پیچھے کی طرف بنی بالکونی جو باہر گلی میں کھلتی تھی۔ اس وقت اس کے اداس وجود سے آباد تھی۔ مغرب کے بعد اب عشاء ہونے کو آئی۔ لیکن گلی ہنوز سنسان پڑی تھی۔ وہ جانتی تھی۔ انس جتنی بھی جلدی کر لے' مگر محض ایک گھنٹے میں گھر نہیں پہنچ سکتا تھا۔ پھر بھی اپنے دل کو طفل تسلیوں سے بہلاتی مستقل ہی بالکونی میں کھڑی باہر جھانک رہی تھی۔
تب ہی گلی کے نکڑ سے ایک بائیک نمودار ہوئی اور اس کی رفتار کم ہوتے ہوئے دروازے پر ختم ہو گئی۔ سوہا نے یوں ہی باہر جھانکا اور جیسے زمان و مکان کی گردشیں تھم گئیں۔ وہی تو تھا۔ جس کا اسے اس قدر بے چینی سے انتظار تھا۔
بائیک رکی وہ اترا اور دروازے پر بیل دی۔ سوہا بجائے واپس مڑ کر نیچے جانے کے وہیں کھڑی دروزاہ کھلنے کا انتظار کرتی رہی۔ وہ اب دروازے کے اور نزدیک ہو کر بالکونی والے چھجے کے نیچے چلا گیا تھا۔ اس لیے پورا جھک جانے پر بھی سوہا کو نظر نہیں آ رہا تھا۔
پھر آواز آئی۔۔۔ دروازہ کھل چکا تھا۔ عفت نے ہی کھولا تھا۔ پھر اس نے عفت کی آواز سنی۔ وہ سلام کر کے اسے اندر بلا رہی تھی اور بس۔۔۔ سوہا کے ضبط کی حدیں یہیں تک تھیں۔ وہ مڑ کر تیزی سے کمرے میں داخل ہوئی۔ پھر صحن میں کھلنے والے دروازے سے تیز تیز قدم اٹھاتی۔ سیڑھیوں سے اترتی چلی گئی۔
کمرے میں بیٹھی موبائل میں مصروف ماہا نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ پھر خود ہی انس کے آنے کا قیافہ لگا کر مصروف ہو گئی۔ امی نے بھی اسے دیکھا ضرور' لیکن وہ عشاء کے لیے نیت باندھ رہی تھیں۔ سوہا نے دو' دو سیڑھیاں ایک ساتھ پھلانگیں۔ آخری سیڑھی کے اختتام پر عفت کھڑی کسی سے باتیں کر رہی تھی اور۔۔۔ اور کون ہو سکتا تھا۔۔۔ انس کے علاوہ۔۔۔ عفت نے مڑ کر اسے نیچے اترتے دیکھا اور مسکرائی۔
"آؤ۔۔۔ سوہا۔۔۔ حدید بھائی آئے ہیں' تم بھی ملو۔"
اس کی آواز تھی یا سم سم کا جادو۔۔۔ سوہا وہیں تھم گئی۔ اس کی ساری بے قراری ابلتے دودھ کی طرح دیگچی سے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

باہر آگری۔ سارا جوش ٹھنڈا پڑ گیا' اچھان بیٹھ گیا۔ وہ ساکت ہوئی۔ پھر وہیں سے حدید کو دیکھا۔ جو ذرا آگے ہو کر اس کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"کیا حال ہیں سوہا!"

"میں... میں سمجھی کہ شاید... انس آگئے۔"

اس کے لہجے میں ہزار نوری سالوں جیسی تھکن سمٹ آئی۔ متاع سفر لٹا کر بیٹھے مسافر کی جیسی تھکن' مایوسی اور اداسی...

"اچھا انس کو بھی آنا تھا کیا۔" وہ ابھی بھی وہیں کھڑا سوال کر رہا تھا۔ سوہا بددلی سے جواب دیے بغیر پلٹ گئی۔ عفت اور حدید نے اس کی خاموشی بہت محسوس کی۔

"آپ کو اوپر جانا ہے تو چلے جائیں۔" سوہا کے جاتے ہی عفت جیسے اپنے آپے میں پلٹی۔

حدید کی اس قدر اچانک اور اتنی رات میں آمد یوں ہی تو نہیں ہو سکتی تھی' ہر چند کہ وہ کہہ رہا تھا کہ وہ خالہ جان اور خالو کی طبیعت پوچھنے آیا ہے۔ لیکن وہ کیوں آیا تھا یہ اس کی بے تاب نگاہوں سے جھلکتا اضطراب بولتا رہا تھا۔ اس کے انداز بول رہے تھے اور عفت سن رہی تھی۔

"ابا جلدی سو جاتے ہیں۔ اماں ان کے پیر دباتی ہیں۔ کبھی سر وغیرہ تو اس لیے وہ بھی آج کل..." اس نے بات ادھوری چھوڑ دی' اور ناخن کھرچنے لگی۔

حدید بغور اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا' بنا کچھ کہے' بس خاموشی سے اور پھر... خاموشی بولنے لگی۔ معنی خیز اشارے' رمز و کنائے... ان دونوں کے مابین ایک نئی گفتگو کے سر جڑنے لگے۔ لفظ بننے لگے' جذبے چھننے لگے' وقت سرکنے لگا کچھوے کی چال کی مانند' گھٹ گھٹ... لمحہ لمحہ... پل پل... گھڑی کی ٹک ٹک کے ساتھ۔

دونوں اپنی اپنی سوچ کے دائروں میں مقید ہو کر ایک دوسرے کو پڑھ رہے تھے۔ ایک دوجے کے سامنے پھر مہر بہ لب بول رہے تھے۔ ایک دوجے کو سن رہے تھے۔ وقت کبھی تھمتا نہیں ہے' لیکن تھم گیا تھا۔ سمے کا پہیہ رکتا نہیں ہے۔ لیکن رک گیا ہے اور خاموشی کی زبان نہیں ہوتی' لیکن وہ بولنے لگی تھی۔

"کیوں آئے ہو اب یہاں۔"

"یہاں نہ آؤں تو' کہاں جاؤں۔"

"کہیں بھی..."

"کہیں بھی... کہیں بھی کہاں... کہیں دل بھی تو لگے۔"

"دل لگانے کا کیا فائدہ... نرا وقت کا زیاں' زندگی کی بربادی۔"

"اسی بربادی میں تو زندگی کا مزا ہے اور اگر... اگر میں کہوں کہ میری زندگی... تم ہو تو..." شرر... ر... ر... اچانک ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا۔ گھر کی پچھلی طرف لگے نیم کی شاخیں جھوم کر آپس میں ٹکرائیں۔ خوشبو بھری ہوا نے ان کے چہرے چھوئے اور خوابیدہ لمحے بے دار ہو گئے۔

"آ... آپ یہاں کیوں کھڑے ہیں۔ میں اماں کو جگاتی ہوں' آپ وہیں..." عفت بوکھلا کر بولی۔ لیکن پلٹ نہیں سکی۔ اس کا ہاتھ حدید کے ہاتھ کی گرفت میں تھا۔ وہ رک گئی۔ وہ ٹھہر گئی۔ اس کے سرسراتے لبوں سے ایک بے یقینی سرگوشی نے سر نکالا۔

"حدید..."

"مت بلاؤ کسی کو بھی... میں جا رہا ہوں واپس... شاید میں نے غلطی کی یہاں آکر۔" اس کی آواز بہت دھیمی تھی۔ سرگوشی سے ذرا بلند۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"تو غلطی کا مداوا کر لیجیے۔" اس کے منہ سے بدقت تمام نکلا۔

"مداوا تو اس غلطی کا کیا جاتا ہے' جسے کرنے پر کوئی پچھتاوا ہو۔" اس نے نگاہوں میں حد درجہ حیرت سمو کر اسے دیکھا اور اس کی کلائی ایک مضبوط گرفت سے آزاد ہوئی۔

"اور میں... میں یہ غلطی بار بار کرنا چاہتا ہوں۔" انگاروں جیسے سلگتے الفاظ نے عفت کی سماعتیں راکھ کر ڈالیں۔ وہ سر جھکائے پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے کھڑا تھا۔ یوں جیسے، بہت نادم اور شرمسار ہو۔ لیکن قائل نہ ہو' رام نہ ہو۔

"غلطی کو بار بار دہرانا اور وہ بھی جان بوجھ کے پاگل پن ہوتا ہے۔" اس نے نیم اندھیرے میں اپنی کلائی پر ابھر آنے والی اس کی انگلیوں کے نشان دیکھے۔

"اور محبت... محبت... بھی ایک پاگل پن ہی ہے عفت۔"

سرسراتے لبوں سے ایک اعتراف نکلا اور ہوا کے تیز جھونکے کے ساتھ فضا میں کہیں گم ہو گیا۔ کوئی نام و نشان چھوڑے بغیر... اس کی اپنی محبت کی طرح بے نام و نشان' بنا ثبوت و گواہ... نہ وعدہ' نہ کوئی ارادہ' نہ کوئی پیماں' نہ ہجر' نہ فراق' نہ دوری' نہ کوئی قربت' نہ کوئی قرب کی آرزو... فقط ایک اعتراف اور بس...

وہ پلٹ چکا تھا۔ عفت اسے قدم قدم دور جاتا دیکھتی رہی۔

صحن میں اب سناٹا ناچ رہا تھا اور اس کی ہنسی اڑا رہا تھا۔

یہ دیکھو... اس سودائن کو دیکھو۔ چار لفظوں کی اسیرن کو دیکھو۔ ارے اس کے چہرے کی زردی' اس کی کلائی کی سرخی تو دیکھو' کیا تماشا ہے' واہ واہ... کیا تماشا ہے۔ ارے اس کے قدموں میں رلتی خاک کو دیکھو۔ اس کی آنکھوں میں اڑتی دھول کو دیکھو۔ لو دیکھو اس سے پہلے ایسا تماشا نہ دیکھا ہو گا۔ ہاہا... واہ... واہ...

آج کی رات بھی عجیب رات تھی۔

دور اج ہنس نہاں اپنے جوڑی دار کے انتظار میں مایوس ہو بیٹھیں اور ایک سودائن سے ملنے اس کا سودائی آن پہنچا۔ دور افق کی سیاہی پر لٹکا زرد چاند سر نیہوڑائے کسی کو آخری سیڑھی پر بیٹھ کر سسکتے دیکھ رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

پوری رات آنکھوں میں انتظار لیے کٹ گئی۔ انس وعدہ کر کے بھی نہیں آیا اور اس کا تکیہ بھیگتا رہا۔

"وہ بھول گئے ہوں گے۔ یقیناً" گھر چلے گئے ہوں گے اور گھر جانے کے بعد نائلہ نے... ہاں حدید بھائی تو یہاں آ گئے تھے۔ نائلہ گھر پر اکیلی ہو گی۔ اسی نے روک لیا ہو گا۔"

وسوسے' خدشے ناگ بن کر اسے ڈستے رہے اور وہ اپنی تنہائی سے لڑتی دل ہی دل میں شکوہ کناں رہی۔ جانے کب اور کتنی دیر بعد کہیں جا کے اس کی آنکھ لگی اور اس وقت کھلی جب کمرے کے دروازے پر کسی نے دھیرے سے دستک دی۔

اس نے مندی مندی آنکھوں سے موبائل ٹٹول کر ٹائم دیکھا۔ صبح کے سات بجے تھے۔ سر بھاری ہو رہا تھا۔ یوں لگتا تھا ابھی آنکھیں بند کی تھیں اور ابھی کسی نے جگا دیا۔

دروازے پر پھر دستک ہوئی' بہت دھیمی دستک۔ اس نے چونک کر ماہا کے خالی بستر کو دیکھا۔ پھر ایک خیال کوندے کی طرح ذہن میں لپکا۔

یہ اتنی صبح صبح کون دستک دے رہا ہے' کوئی گھر کا فرد تو نہیں ہو سکتا۔ کہیں حسیب بھائی آ تو نہیں گئے۔ اس نے جلدی سے بال سمیٹ کر کیچر لگایا۔ دوپٹا لپیٹا۔ اتنی دیر میں پھر دروازہ کھٹکھٹایا جا چکا تھا۔ لمحہ بھر کو تذبذب سے ماہا

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کی غیر موجودگی کے متعلق سوچ کر اس نے دروازہ ذرا سا وا کیا۔
اس کا اندازہ غلط تھا۔
وہاں حسیب نہیں۔ انس کھڑا تھا۔ نکھرا' فریش' تروتازہ۔
چند لمحے تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آیا۔ جبکہ وہ نرمی سے مسکراتا ہوا دروازہ پورا کھول کر اندر قدم رکھ چکا تھا۔ سوہا ابھی تک ایک بے حد دھیمی حیرت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ تھوڑا سا منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔
اس نے کب سوچا تھا کہ رات گئے تک اسے انتظار کروا کے مایوس کر دینے والا اتنی صبح صبح اس کے انتظار کو خوشی میں بدل دے گا۔
"کیا ہوا۔۔۔ کیا دیکھ رہی ہو۔" انس نے دھیرے سے اس کا گال سہلایا۔
سوہا نے دھیرے سے اس کا ہاتھ تھاما اور اگلے ہی پل وہ بے ساختہ و بے تابانہ اس سے لپٹ گئی۔
"ارے ارے۔۔۔ کیا ہو گیا بھئی۔" وہ اب بری طرح سے رونے لگی تھی۔ کوئی جواب دیے بغیر۔ انس بھی ایک جذباتی لمحے کی گرفت میں آکر اس کے گرد بازو لپیٹ کر اس کا سر سہلانے لگا۔ سوہا کی آواز دھیمی ہو کر سسکیوں میں ڈھلی تو اس نے دھیرے سے اس کا سر سہلایا۔
"بس کرو' کتنا روؤ گی اور کیوں رو رہی ہو' پاگل ہو گیا۔" اس نے دونوں ہتھیلیوں میں بھر کے اس کا روپا روپا چہرہ اوپر کیا' آنسو صاف کیے۔ سوہا کے جلتے سلگتے دل پر ٹھنڈے یخ چھینٹے پڑنے لگے۔ اس کی بے قراری کو قرار آنے لگا۔
"یہاں بیٹھو' ابھی کوئی آگیا نا' تو نری شرمندگی ہو گی۔ ایسے مجھ سے چپک کر کھڑی ہو۔ میری بھی پوزیشن خراب کرواؤ گی۔" انس کے جتانے پر وہ بے انتہا جھینپ کر مسہری پر بیٹھ گئی۔
"اب بتاؤ۔۔۔ رو کیوں رہی تھیں۔"
"آپ آئے کیوں نہیں رات میں۔ میں نے اتنا انتظار کیا کہ بس۔۔۔"
"تو اس میں رونے کی کیا بات تھی۔"
"بس آگیا رونا۔ کتنے دن گزر گئے آپ نے پلٹ کر میری خبر تک نہیں لی۔"
اس کی آواز پھر رندھ گئی۔ انس نے جواب دینے کے بجائے سر جھکا لیا۔ سوہا منتظر رہی کہ وہ کچھ بولے گا۔ مگر پھر۔۔۔ اس کی خاموشی دل میں چبھ سی گئی۔
"ناشتا ملے گا یا آج بغیر ناشتے کے ہی گزارا کرنا ہو گا۔"
چند لمحوں بعد وہ لہجے کو ہشاش بناتا ہوا اٹھ گیا۔ سوہا نے محسوس کیا کہ اس نے جان بوجھ کر اس کی بات کو ٹال کر موضوع پلٹ دیا۔
امی اور ماہا خوشی خوشی ناشتا لگا رہی تھیں۔ بہت صبح کا وقت تھا۔ پھر بھی سورج پوری آب و تاب سے چمکنے لگا تھا۔ موسم میں البتہ ابھی تپش نہیں اتری تھی۔
گرم گرم چائے' خستہ پراٹھوں اور آملیٹ کا ناشتا آج سے پہلے کبھی اتنا مزے دار نہیں لگا تھا۔ سوہا عرصے بعد انس کے ساتھ ناشتا کرنے بیٹھی تھی۔ وہ بھی اتنے اچھے ماحول میں' ہلکی پھلکی چھیڑ چھاڑ میں اس نے پوری رغبت سے دل لگا کر ناشتا کیا۔ امی بھی خوش اور مطمئن سی لگ رہی تھیں۔ ورنہ دونوں بیٹیوں کو دہلیز پر واپس آتے دیکھ کر ان کی راتوں کی نیندیں حرام ہو چکی تھیں۔ سجدے طویل اور وظائف طویل تر ہو گئے تھے۔ ہر وقت ان کے لبوں پر خدا سے التجا جاری رہتی کہ ان کی بیٹیاں ہنسی خوشی اپنے گھروں میں آباد ہو جائیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کتنی منتیں اور کتنے نفل انہوں نے مان رکھے تھے اور کتنے نوافل اور حاجات کی نمازیں وہ ادا کر چکی تھیں۔ آج سوہا اور انس کو یوں ساتھ ساتھ دیکھ کر بے ساختہ ان کی نظر اتارنے لگیں۔ ناشتے کے بعد بھی انس کو آرام سے بیٹھا دیکھ کر سوہا تعجب میں گھر گئی۔

"آفس نہیں جانا کیا۔ اللہ خیر کرے میری وجہ سے کہیں آف تو نہیں کرلیا آج۔" اس کے لہجے میں طنز نہیں شگفتگی تھی۔

"ہم۔۔۔ م۔۔۔ م۔۔۔ بس یوں ہی سمجھ لوں' جاؤں گا' مگر ذرا دیر سے۔" وہ پوری توجہ سے سوہا کے موبائل میں گھسا ہوا تھا۔

"اب دیر سے کیا جانا۔ آج چھٹی کرلو اور شام تک رکو' پھر سوہا کو لے کر گھر چلے جانا۔"

کمرے میں داخل ہوتی امی نے انس کی بات سن کر رسان سے اپنی دل کی خواہش بیان کی۔

انس انہیں دیکھ کر مسکرایا' پھر سوہا سے بولا۔ "ایک گلاس پانی ملے گا۔" وہ پانی لینے چلی گئی تو انس امی کو دیکھ کر سنجیدہ ہو گیا۔

"میں فی الحال سوہا کو گھر نہیں لے جا رہا آنٹی۔" امی کے مسکراتے لب ایک دم سکڑ گئے۔

"لیکن آپ فکر نہ کریں۔ اس کی وجہ میری کوئی ناراضی نہیں' اصل میں۔۔۔ میں اپنی جاب سے ریزائن دے رہا ہوں۔ آفس میں مجھے نکالنے کی باتیں چل رہی تھیں۔ تو میں سوچا کہ اس سے پہلے کہ وہ کوئی قدم اٹھائیں میں خود ہی۔۔۔"

"تو بیٹا پھر تم کرو گے کیا اور اس سب سے سوہا کو لے جانے کا کیا تعلق۔"

ان کا بے فکری کی طرف بڑھتا دل سہم کر واپس خدشوں کے کچھار میں جا بیٹھا۔

"مجھے حیدر آباد میں کسی نے ایک این جی او کا بتایا ہے۔ فی الحال میں وہاں جا رہا ہوں۔ جاب جیسے ہی کنفرم ہو گی' میں رہائش کا انتظام کر کے سوہا کو وہاں بلا لوں گا۔"

اس نے سوہا کی وجہ سے جلدی جلدی بول کر امی کو مطمئن کرنا چاہتا تھا۔ امی کے چہرے پر تفکر تھا۔ ان کا اطمینان نہیں ہو پا رہا تھا۔

"آپ پلیز سوہا کو اس بارے میں نہ ہی بتائیں تو اچھا ہے۔ وہ پریشان ہو جائے گی۔" سوہا پانی لے آئی تھی۔ انس اس کے ہاتھ سے لے کر گھونٹ گھونٹ پینے لگا۔ امی ابھی تک کشمکش کے عالم میں اسے دیکھ رہی تھیں۔ وہ پانی پی چکا تو سوہا خالی گلاس لے کر رکھنے چلی گئی۔

"کیا آپ کو میری بات کا یقین نہیں ہے آنٹی۔"

"ایسی بات نہیں ہے۔ مگر تم سوہا کو یہاں سے لے جاؤ تو ہی بہتر ہے۔ وہ بہت انتظار کر رہی تھی تمہارا اور۔۔۔ میرا نہیں خیال کہ اب وہ کسی قیمت پر یہاں رکے گی۔" امی اس سے اپنے دل کی بات نہیں کہہ سکیں کہ 'میں اسے کسی قیمت پر یہاں نہیں رکھنا چاہتی۔

"وہاں گھر میں نائلہ ہے آنٹی اور نائلہ اور سوہا کی آپس میں بنتی نہیں۔ اس لیے میں چاہ رہا تھا کہ۔۔۔" اس کی بات ادھوری رہ گئی۔ سوہا نے کمرے میں آتے ہوئے اس کی بات سن لی تھی۔ وہ ناسمجھی سے انس کو دیکھ رہی تھی۔ انس نے ایک لمحے کا توقف کیا۔

"میرا ٹرانسفر ہو گیا ہے سوہا حیدر آباد۔ میں چاہ رہا تھا جب تک میں رہائش کا انتظام نہ کرلوں' تم یہیں رہ جاؤ۔"

سوہا کے لیے یہ خبر بہت اچانک تھی۔ اس کی سمجھ میں نہیں آیا کہ فوری طور پر کیا جواب دے۔ کمرے میں چند لمحے خاموشی رہی۔ پھر امی باہر نکل گئیں۔ ان کے چہرے پر ناگواری تھی۔ یقیناً "انہیں انس کے فیصلے سے اتفاق

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نہیں تھا۔ انس نے بے اختیار ایک گہری سانس لی۔

"پتا نہیں وہاں کب تک انتظام ہو۔ میرا دل اکتا گیا ہے یہاں سے۔ میں آپ کے ساتھ ہی چلوں گی گھر۔ جب اکیلے ہی رہنا ہے تو یہاں کیوں اپنے گھر کیوں نہیں۔"

تھوڑی دیر سوچنے کے بعد سوہا نے انس سے کہا اور امی کو بھی اپنا فیصلہ سنا دیا۔ ان کے چہرے سے اطمینان جھلکنے لگا۔ ماہا البتہ کچھ خاموش سی تھی۔ حسیب نے آنے کا کہا تو تھا۔ مگر نہ وہ اب تک خود آیا' نہ اس نے رابطہ کیا تھا۔ اب سوہا کو سامان سمیٹتے اور گھر جانے کی تیاری کرتے دیکھ کر اس کا دل ایک بے نام سی اداسی کی لپیٹ میں آتا جا رہا تھا۔ سوہا کے لیے انس کے ساتھ گھر واپسی کا خیال اتنا خوش کن تھا کہ اس نے ماہا کی خاموشی کو محسوس ہی نہیں کیا۔

☼ ☼ ☼

پوری رات دونوں نے ایک بے چینی کے زیر اثر گزاری تھی۔ سو جانے کے باوجود بھی بے داری جیسا احساس رہا اور صبح جب وہ جاگی تو حدید بستر تو کیا پورے گھر میں ہی کہیں نہیں تھا۔ رات کو بھی بہت دیر سے لوٹا تھا اور خالی گھر میں نائلہ کو زندگی میں پہلی بار اک خوف سا محسوس ہوا تھا۔ کل رات انس بھی بہت دیر سے آیا اور وہ خود ایک انجانی الجھی ذہنی کیفیت میں تھی کہ انس سے بلاوجہ الجھنے لگی تھی۔

"تم سوہا کو گھر کیوں نہیں لا رہے انس۔ وہ کب تک اپنی امی کے یہاں رہے گی۔"

اس نے کھانے کی ٹرے پٹخنے کے سے انداز میں انس کے سامنے رکھی تھی۔ انس کو بہت برا محسوس ہوا تھا۔

"لے آؤں گا۔" بدمزگی سے بچنے کے لیے اس نے مختصر ترین جواب دیا تھا۔

"لیکن کب۔۔۔"

"جلد ہی۔۔۔ بس ذرا اس کی طبیعت سنبھل جائے۔"

"کیوں۔۔۔ کیا ہوا اس کی طبیعت کو۔"

نائلہ کو انس کے انداز میں ناگواری کی جھلک محسوس ہو گئی تھی۔ تب ہی تھوڑا دھیمی پڑ گئی۔ انس کو اس کے

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے بہنوں کے لئے خوبصورت ناول

شائع ہو گئے ہیں

☆ تتلیاں، پھول اور خوشبو — راحت جبیں — قیمت: 250 روپے
☆ بھول بھلیاں تیری گلیاں — فائزہ افتخار — قیمت: 600 روپے
☆ محبت بیاں نہیں — لبنیٰ جدون — قیمت: 250 روپے

خوبصورت سرورق
خوبصورت پیکنگ
مضبوط جلد
آفسٹ پیپر

منگوانے کا پتہ: مکتبہ نمرہ ڈائجسٹ، 37۔ اردو بازار، کراچی۔ فون: 32216361

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

جان بوجھ کر انجان بننے پر غصہ سا آگیا۔

"کیوں تمہیں پتا نہیں مس کیرج ہوا ہے اس کا۔"

"تو اب اس میں کون سی انوکھی بات ہوگئی۔ دنیا میں ہزاروں عورتوں کا ہو جاتا ہے' میرا بھی تو۔۔۔" اس نے زبان دانتوں تلے دبائی۔۔۔ پھر بات بنا کر بولی۔

"میرا بھی تو دل کرتا ہے' گھر میں کوئی دوسری عورت ہو' جس سے میں بات کروں' جو میرا کام ہلکا کردے۔ سوہا ہوتی تو کم سے کم تمہاری ذمہ داری تو اٹھاتی نا۔"

انس کے چہرے پر پھیلتی ناگواری کی لکیریں گواہ تھیں کہ اسے یہ بات پسند نہیں آئی۔

"تمہیں اگر بوجھ محسوس ہوتا ہے تو مت کیا کرو۔ میں اپنے کام خود کرلوں گا۔"

"میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ انس رکو تو سہی۔"

وہ بوکھلا کر رہ گئی۔ لیکن انس رکا نہیں۔ اس نے دو نوالے ہی کھائے تھے۔ باقی کھانا یوں ہی رکھا رہ گیا تھا۔ نائلہ کی باتوں نے جہاں انس کے دل میں میل ڈال دیا' وہیں وہ سوہا کی نائلہ کے بارے میں شکایتوں کو نئے سرے سے سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

دوسری طرف نائلہ بھی مطمئن نہیں رہی۔ حدید کو خفا کرنے کے بعد اس نے اپنی لن ترانی سے اب انس کو بھی ناراض کردیا تھا اور حدید تو اس قدر سخت ناراض تھا کہ رات گئے آیا۔ بنا بات کیے' بنا کھانا کھائے سیدھا بیڈ پر۔۔۔ اور اب صبح اسے جگائے بغیر وہ بھی آفس جا چکا تھا اور انس بھی۔

نائلہ کو اپنا سر بے حد بھاری محسوس ہو رہا تھا۔ انتہائی کوفت زدہ انداز میں اس نے اپنے لیے ایک کپ چائے بنائی اور لاؤنج میں بیٹھ کر اس صورت حال کو نئے سرے سے سوچتے ہوئے حلق سے اتارنے لگی۔ کچن بالکل صاف ستھرا تھا۔ مطلب انس اور حدید دونوں ہی بنا ناشتے کے گھر سے چلے گئے تھے۔

"حدید نے کل جو پیش رفت کی وہ دوبارہ بھی تو کر سکتا ہے۔ کل تو غصے میں گھر سے نکل گیا۔ اور اگر زبردستی پر اتر آتا تو میں کیا کرلیتی۔" اس کی سوچیں کسی ایک سمت میں ٹک نہیں رہی تھیں۔

"سوہا بھی گھر پر نہیں کہ وہ دن دہاڑے تو اپنی حد میں رہے۔"

یہ اس کی ذہنیت تھی کہ وہ اپنے شوہر کو اس کی حدود یاد دلا رہی تھی۔

"اور یہ سوہا کی بچی۔ یہ اچھی رہی۔ مس کیرج کیا ہوا۔ انس بھی اسی کا دم بھرنے لگا' کہاں تو اتنا لاپروا ہو گیا تھا کہ نہ ڈاکٹر کو پوچھتا تھا' نہ دوا یاد رہتی تھی اور اب۔۔۔

اور۔۔۔ اور یہ شبیر حسین۔۔۔ اف میرے اللہ میری جان کو کوئی ایک مصیبت تو نہیں۔۔۔ اس سے کیسے پیچھا چھڑاؤں میں۔۔۔ کیسے۔"

دفعتاً" ڈور بیل پوری طاقت سے چیخی۔ اپنی سوچوں میں گم نائلہ بری طرح ڈر کر اچھلی اور چائے چھلک کر اس کے کپڑوں پر آگری۔

"اب اس وقت کون آن مرا منحوس۔۔۔" اس نے بڑبڑاتے ہوئے چپل اڑسی اور جا کے دروازہ بنا پوچھے کھول دیا۔ آنے والا منحوس ہی تھا اور اس نے بنا پوچھے دروازہ کھول کر زندگی کی کون سی ویں بڑی غلطی کی تھی۔ یہ یاد کرنے کے وہ قابل نہیں رہی۔ اس کے چہرے کا رنگ اڑ چکا تھا۔

(باقی آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں)

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY